حضرت خلیفۃ المسیح شملہ میں

شملہ ۲۱ جولائی۔ بفضل خدا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اچھی ہے۔ گو حضور کو شملہ کا پانی موافق نہیں ہے۔

کل مسٹر چاولا مشہور ہندوستانی ہوا باز حضور سے ملنے کیلئے تشریف لائے۔ قریباً آدھ گھنٹہ تک حضور سے گفتگو کرتے رہے کہتے تھے میرا ارادہ ہے۔ جلسہ پر ہوائی جہاز لے کر آؤں۔ چودھری سر شہاب الدین صاحب پریزیڈنٹ لیجسلیٹو کونسل پنجاب بھی حضور سے ملنے کیلئے تشریف لائے۔ حضور حسب معمول دینی مشاغل میں مصروف ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد

جماعت کے مخلصین کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے جماعت کے بعض مخلصین کو اپنے دستخط سے ایک چٹھی ارسال فرمائی ہے جس میں سلسلہ کی مالی مشکلات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے رقم فرمایا ہے:-

"میں آخر میں آپ کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ گذشتہ سال کی مجلس مشاورت کی نہایت ہی کار آمد اور مفید سفارش پر تشخیص چندہ کا جو کام کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جماعت کا ایک معتدبہ حصہ چندہ دینے میں سست ہے۔ اصل میں چندہ کئی گنا آنا چاہیئے۔ بجٹ تشخیص سے بڑھ رہا ہے۔ لیکن وصولی کی طرف توجہ کم ہے۔ اگر احباب اس طرف توجہ کریں۔ تو بہت جلد نہ صرف سلسلہ کا قرضہ اتر سکتا ہے۔ بلکہ چندہ خاص اور چندہ جلسہ سالانہ کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ دوسرے احباب سے مل کر وفد کی صورت میں یا الگ الگ نادہند اور سست احباب کو توجہ دلائیں۔ اور ان سے ان کے بقائے وصول کریں مجھے امید ہے۔ کہ اس طرح دو تین ماہ محنت کرنے سے سلسلہ کا قرضہ بہت سا اتر جائیگا۔ ورنہ قرضہ کے بڑھنے کا خطرہ ہے اور چندہ خاص کے اعلان کی ضرورت ہے آپ یہ نہ خیال فرمائیں۔ کہ آپ کا تعلق نہیں ہے۔ بلکہ سلسلہ کی خدمت اور خدا تعالیٰ کا کام سمجھ کر اس کام کو کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء"

حضرت اقدس کا مندرجہ بالا ارشاد پڑھنے سے جماعت کا ہر مخلص معلوم کر سکتا ہے۔ کہ بقایوں کا وصول کرنا اور بجٹ پورا کرنا کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ جو دوست اس کی تعمیل میں کوشش کریں۔ وہ مفصل رپورٹ دفتر بیت المال قادیان میں بھجواتے رہیں (ناظر بیت المال)

موضع مدرسہ چٹھہ میں شیعوں سے کامیاب مباحثہ

موضع مدرسہ چٹھہ تحصیل وزیر آباد میں ۸ تا ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء شیعوں سے مناظرہ تھا۔ ۸ و ۱۱ جولائی مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا لکھنؤ سے آئے ہوئے مولوی فضل علی صاحب سے مسئلہ "ختم نبوت" اور "صداقت مسیح موعود علیہ السلام" پر۔ اور ۹ و ۱۰ جولائی مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کا صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ ہوا۔ ہمارے علماء نے قرآن شریف سے اپنے مدعا کے ثبوت میں آیات کو نہایت مدلل طور پر پیش کیا۔ حاضری کے لحاظ سے سامعین کا مجمع کثیر تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مباحثہ ایسا کامیاب ہوا۔ جس پر مستورات نے بھی احمدیوں کو اس کامیابی پر مبارک دی۔ ایک حنفی مولوی صاحب نے جو مشہور واعظ بھی ہیں۔ اور جن کا نام سردار محمد صاحب ہے۔ بیان کیا۔ کہ اگر آج پانچسو روپیہ بطور انعام مقرر ہوتا۔ تو احمدی مناظروں کا حق تھا۔ کہ ان کو ملتا۔ ایک شخص مسمی [illegible] صاحب نے دوران مباحثہ میں بیعت کا اعلان کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی سعید روحیں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کے بالکل قریب ہیں۔ عام طور پر دونوں پر یہ اقرار صداقت ہے۔ کہ شیعہ مناظر نے کسی ایک دلیل کو بھی نہیں چھوا۔ اور باوجود یکہ مولوی محمد حسین ساکن کولوتارڑ جو سلسلہ احمدیہ کا سخت معاند ہے۔ ناخواندہ مہمان کی طرح خود بخود آیا۔ اور ایک ٹرنک کتابوں کا بھی ساتھ لایا۔ شیعہ مناظر کا مدد اور معاون بنا رہا۔ اور آخری روز مباحثہ تک ہر طرح سے حوالہ جات جو احمدیوں کی مخالفت کے لئے اس کے پاس موجود تھے۔ امداد کے طور پر پیش کرتا رہا۔ پھر بھی اس مناظرہ میں احمدیوں کو نہایت ہی زبردست کامیابی ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار محمد حیات خاں پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

اعلان

اخبار الفضل ۱۹ جولائی کے صفحہ ۲ پر زیر عنوان "احمدیہ سکول سانڈھن کا" ایک اعلان چوہدری محمد عمر صاحب ہیڈ ماسٹر احمدیہ سکول سانڈھن کی طرف سے شائع کرایا گیا ہے۔ جس میں سکول کی عمارت کی تکمیل پر مولوی افضال احمد صاحب مبلغ کی خدمات کا اعتراف ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سکول کی عمارت صرف مولوی افضال احمد صاحب کی خدمات کی مرہون احسان نہیں۔ بلکہ اس میں چوہدری بدر الدین صاحب جو ان سے پہلے مبلغ سانڈھن تھے کے ایام کارگزاری میں اس عمارت کے لئے زمین خریدی گئی۔ کی کوششوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ چوہدری محمد عمر صاحب کی ناواقفیت کی وجہ سے ان کی خدمات کا ذکر اس اعلان میں نہیں ہوا۔ یہ ایک کمی ہے۔ جسے میں نے ان چند الفاظ میں پورا کرنا اپنا فرض سمجھا۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

چور چوری کرنے آئے مگر اپنا اسباب چھوڑ بھاگے

برادر ڈاکٹر محمد شفیع صاحب وٹرنری اسسٹنٹ جڑانوالہ نے اپنے ایک خط میں جواب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"اتوار اور پیر کی درمیانی شب کو عاجز کے مکان پر تین چوروں نے حملہ کیا۔ میں گھر میں موجود نہ تھا۔ چور مکان پر چڑھ گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میری اہلیہ کو جاگ آ گئی۔ اور اس نے چوروں کو دیکھ کر شور مچا دیا۔ شور پر چور بھاگ گئے۔ اور افراتفری میں دو جوڑے جوتیاں اور ایک لاٹھی چھوڑ گئے۔ جو تھانہ میں معہ رپورٹ بھیج دی گئی ہے۔ چوروں کی تلاش کھوجی اور پولیس کر رہی ہے۔ شکر ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمارے بھائی کو نقصان سے محفوظ رکھا۔ اور ان کی اہلیہ صاحبہ نے باوجود مرض سے بیمار ہونے کے ایسی جرأت اور دلیری دکھائی۔ کہ چور نہ صرف ناکام گئے۔ بلکہ اپنا اسباب بھی چھوڑ بھاگے۔"

ڈاکٹر صاحب اپنی اہلیہ صاحبہ کی صحت یابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔

مصباح کے وی پی

مصباح کا چندہ سالانہ جن خریداروں کی طرف سے تا حال وصول نہیں ہوا۔ ان کے نام یکم اگست کا پرچہ وی۔ پی کیا جائیگا۔ امید ہے۔ اسے وصول کر لیا جائے گا۔ اس سے پیشتر ایک مرتبہ وی۔ پی بعض خریداروں کی طرف سے واپس آ چکے ہیں۔ مگر ہم نے پرچہ برابر جاری رکھا۔ البتہ جن کے ذمے ایک ایک سال کا بقایا ہو چکا تھا۔ ان کے نام سے مجبوراً اخبار بند کر دینا پڑا۔ اس وجہ سے خریداروں میں کمی بھی آ گئی۔ اور رقم بھی وصول نہ ہوئی۔ فنڈ بہت کمزور ہو گیا۔ اور کاروبار چلانے میں دقت پیش آنے لگی۔ خواتین جماعت احمدیہ توجہ فرمائیں۔ کہ ان کا اخبار روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اور اس قسم کے نقصانات مالی سے محفوظ رہے۔ آپ بہمیشہ حلقہ اثر میں اس کی کوشش توسیع اشاعت کے بارے میں کرنی چاہیئے نیز جو خریدار ہیں۔ ان کو قلیل سی رقم کا وی پی وصول کر کے خریداری قائم رکھنی چاہیئے۔ بلکہ جو بقایا دار ہیں۔ اور بوجہ بقایا ان کے نام سے اخبار بند کر دیا گیا ہے۔ ان کو بھی تحریک کی جائے کہ وہ اخبار از سر نو جاری کرائیں۔ خواتین سلسلہ احمدیہ سے امید ہے۔ اس اپیل کو رائیگاں نہیں جانے دیں گی۔

منیجر مصباح قادیان

انجمن احمدیہ جڑانوالہ کے کارکن

انجمن احمدیہ جڑانوالہ میں مندرجہ ذیل کارکن سال رواں کے لئے تجویز کئے گئے ہیں:۔

سکرٹری تعلیم و تربیت۔ مولوی عبد الحق صاحب۔ سکرٹری تبلیغ مولوی سید محمد صاحب۔ سکرٹری وصایا و مال۔ ڈاکٹر محمد شفیع۔ سکرٹری امور عامہ و خارجہ۔ چوہدری غلام محمد صاحب پنشنر۔ آنریری سکرٹری تبلیغ و تعلیم و تربیت۔ ڈاکٹر محمد احسان صاحب

خاکسار (ڈاکٹر) محمد شفیع۔ وٹرنری اسسٹنٹ جڑانوالہ

مسلمانان ضلع لائل پور کا جلسہ

۱۳ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء کو ایک جلسہ عام میں حسب ذیل ریزولیوشنز پاس کئے گئے:۔

(۱) انجمن انصار المسلمین لائل پور کے زیر اہتمام ضلع لائل پور کے مسلمانوں کا یہ جلسہ فیصلہ کرتا ہے۔ کہ ہمارے مطالبات سیاسی حقوق کے متعلق کم از کم ڈیمانڈ ہیں۔ جو آل انڈیا مسلم کانفرنس کے فیصلہ شدہ ہیں۔ ان سے کم پر کبھی مطمئن نہیں ہو سکتے۔

(۲) یہ جلسہ کانگریس کی تحریک سول نافرمانی کو مذہب و ملت کے لئے تباہ کن۔ مخرب اخلاق اور بد امنی پیدا کرنے والی یقین کرتا ہے۔ اور فیصلہ کرتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو متحدہ طور پر کانگریس سے علیحدہ رہ کر اس خطرناک تحریک کی پورے طور پر مخالفت کرنی چاہیئے۔

(۳) یہ جلسہ قرار دیتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو کامل اتحاد کے ساتھ گول میز کانفرنس میں شامل ہو کر متفقہ طور پر اپنے حقوق کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔

(۴) یہ جلسہ قرار دیتا ہے۔ کہ ہر سہ قراردادوں کی نقول پریس اور گورنمنٹ کو بھیجی جائیں۔

نیازمند منظور الٰہی بی۔ اے (آنرز)

احمدی مبلغ یو۔پی کی خدمت میں

مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ یو۔پی اپنے موجودہ جائے قیام سے خاکسار کو جلد مطلع فرمائیں۔ اور جس نئے مقام پر جائیں وہاں سے ایک کارڈ مجھے ضرور روانہ کر دیا کریں۔ تاکہ مجھے ممدوح کی نقل و حرکت معلوم ہوتی رہے۔ وہ اپنے لیکچروں میں موجودہ تحریک سول نافرمانی کے خلاف مدلل طور پر ضرور بیان کریں کیونکہ مسلمانوں کو اس تحریک سے بچانا اشد ضروری ہے۔

راقم محمد عرفان احمدی لکھنؤ

68

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

مجالس آئین ساز کے انتخابات

مسلمان پوری احتیاط سے کام لیں

مسلمان اس وقت ہندوستان میں اپنی بادخار زندگی کے تحفظ کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ایسی کوشش کی اس وقت بے حد ضرورت ہے۔ اسلامی حقوق کے متعلق ہندوؤں کی ذہنیت نے اس امر کو بہت زیادہ اہم کر دیا ہے۔ کہ مسلمان نہایت سوچ بچار اور تدبر و فکر سے کام لیں۔ اور یہ ایام جنہیں ہندوستان کی تاریخ میں نازک ترین ایام کہنا بے جا نہ ہوگا۔ اپنی آئندہ بہبودی اور فلاح کے لئے تجاویز سوچنے اور انہیں عملی صورت دینے کے لئے وقف کر دیں۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے رات دن ایک کر کے کام کریں۔

لیکن اس کے علاوہ ایک اور بھی مسئلہ ہے۔ جو قوم کی فوری اور دانشمندانہ توجہ کا محتاج ہے۔ اور جس کی طرف سے لاپرواہی کی صورت میں سب کئے کرائے پر پانی پھر جانے کا پورا پورا احتمال ہے۔ اور حیرت ہے۔ کہ ابھی تک اسلامی پرائد نے اس کی طرف قوم کو متوجہ کرنے کا خیال تک نہیں کیا۔ حالانکہ ہندوؤں کی طرف سے اس سلسلہ میں ایک عرصہ سے کام شروع کیا جا چکا ہے۔ اور ہندو اخبارات اس پر کئی ایک مقالات شائع کر چکے ہیں۔

ہندوستان میں لیجسلیٹو اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ اپنے آخری اجلاس ختم کرنے کے بعد ٹوٹ چکی ہیں۔ اور صوبجاتی کونسلیں ٹوٹنے والی ہیں۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ آئندہ انتخابات ستمبر کے تیسرے ہفتہ تک ختم کر دئے جائیں گے۔ مسلمانوں کو یہ امر کبھی بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ ہندوستانی سیاسیات میں آئے دن جو عظیم الشان تغیرات ہو رہے ہیں یا آئندہ ہونے والے ہیں۔ انہوں نے انتخابات کے مسئلہ کو بے حد اہم کر دیا ہے۔ اور مجالس آئین ساز کی اہمیت میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔ اور اگر انہوں نے انتخابات کے متعلق پوری پوری معاملہ فہمی اور تدبر کا ثبوت بہم نہ پہنچایا۔ تو یہ تمام کوششیں جو اس وقت کی جا رہی ہیں۔ رائیگاں جانے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہے گا۔

پس ابھی سے اس کے لئے کوشش شروع کر دینی چاہیئے۔ کہ مجالس آئین ساز میں مسلمانوں کی طرف سے وہی نمائندے منتخب ہو کر جا سکیں۔ جو صحیح معنوں میں ان کے نمائندہ ہوں۔ کوئی نااہل اور نکما شخص محض اپنے ذاتی اثر و رسوخ اور زر و اموال کی کثرت کے طفیل ممبری حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہونے پائے۔ اور اسی طرح کسی قابل اور موزوں آدمی کو ذاتی کاوش و رنجش یا ذاتی اختلاف رائے کے باعث ناکام رکھنے کی کوشش نہیں کی جانی چاہیئے۔ کہ یہ حرکت خطرناک قومی غداری سے کم نہیں۔

جوں جوں ہندوستان حکومت خود اختیاری کی منزل کے قریب پہونچ رہا ہے۔ مجالس آئین ساز کی اہمیت میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور اگر گول میز کانفرنس میں ہندوستان کو کچھ مزید حقوق دے دئے گئے۔ تو یہ اہمیت اور بھی بڑھ جائے گی۔ ہندوؤں نے اس پوزیشن کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا ہے۔ اور اس کے پیش نظر وہ سخت جد و جہد کر رہے ہیں کہ ان کے ڈھب کے آدمی ان مجالس میں جا سکیں۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے بھی یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کہ وہ اس صورت حالات کو پوری طرح سمجھ لیں۔ اور اس کے مطابق کام کریں۔

ووٹ کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہیں۔ بلکہ یہ چیز ایک قومی امانت ہے۔ جو اس شخص کے حوالہ کی جانی چاہیئے۔ جو اس کا اہل ہو۔ اور قوم و ملک کے لئے مفید ہو سکے۔ ایسے صاحب ثروت اور با اثر لوگوں کے جو تعلیم سے بے بہرہ اور سیاسی واقفیت سے کورے ہوتے ہیں اور جنہیں اپنے منصب و مقام کا بھی علم نہیں ہوتا۔ مجالس آئین ساز میں جانے سے یہی بہتر ہے کہ بالکل ہی مسلمان نمائندگی سے محروم رہیں تاکوئی یہ تو نہ کہہ سکے کہ ان کے نمائندگان کے اتفاق آراء سے نظام حکومت چلایا جا رہا ہے۔

نمائندگی کے لئے ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے۔ جو تعلیم یافتہ، شائستہ، روشن دماغ، صائب الرائے۔ اپنے منصب اور مقام کو پوری طرح سمجھنے والے۔ اور ہر معاملہ کے اچھے اور برے پہلوؤں پر متانت اور سنجیدگی سے مفید رائے قائم کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ کونسل ہال میں پر شوکت و پر ہیبت آواز میں معقول تقاریر کر سکیں۔ اور دوسروں سے اپنی معقولیت کا اعتراف کرا سکیں۔ سمجھدار ہوں۔ دشمنوں اور مخالفوں کی چالبازیوں میں آنے والے۔ اور ان کی ریشہ دوانیوں کا شکار ہو جانے والے نہ ہوں۔ دیندار اور خدا ترس ہوں۔ تمدن اسلام اور قرآنی تعلیمات سے کم از کم اس حد تک تو ضرور آگاہ ہوں۔ کہ اگر کوئی ایسی بات پیش ہو۔ جو مسلمانوں کے مذہبی نقطۂ نگاہ سے قابل اعتراض ہو۔ تو اس کے خلاف آواز اٹھا سکیں۔ اور دوسروں کو اس کے مضرات سے آگاہ کر سکیں۔

ہماری سمجھ میں کسی شخص کو اس حقیقت سے انکار نہیں ہوگا۔ کہ نمائندگان میں یہ خصوصیات اشد ضروری ہیں۔ اس لئے ہم محض مسلمانوں کی ہمدردی۔ اور خیر خواہی کی بناء پر انہیں مشورہ دیتے ہیں۔ کہ جن امیدواروں میں یہ خصوصیات موجود ہوں۔ ہر درد مند اور بہی خواہ ملت کا فرض ہے انہیں کامیاب کرانے میں اپنی پوری قوت و طاقت اور اثر و رسوخ کو خرچ کر دے خواہ ذاتی طور پر اس سے کس قدر اختلافات ہی کیوں نہ ہوں۔

کانگریسی مسلمانوں نے قوم سے جو غداری کی ہے اس سے مسلمانوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور آئندہ ان کے دھوکہ میں ہرگز نہیں آنا چاہیئے۔ یہ لوگ مفاد ملت پر ہندوؤں کی خوشنودی کو مقدم کر چکے ہیں۔ اس لئے ان سے کبھی توقع ہی نہیں کی جا سکتی۔ کہ مسلمانوں کو ان سے کوئی فائدہ پہونچ سکے گا۔ اور اسی وجہ سے کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ کوئی کانگریسی مسلمانوں کا نمائندہ ہو کر کسی مجلس میں نہ جا سکے۔

تحریک کانگریس کی تباہ کاریاں

"الفضل" کے ایک گذشتہ پرچہ میں کانگریس کی تباہ کاریوں کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ اس تحریک سے ہندوستان کی اقتصادیات کو سخت نقصان پہونچنے کا احتمال ہے۔ بلکہ ایک حد تک پہونچ بھی چکا ہے۔ اس کے بعد جو تازہ ترین اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بمبئی میں ۲۴ مزید ملوں نے یکم اگست سے کاروبار بند کرنے کا اعلان کر دیا ہے جس کے نتیجہ میں اسی ہزار مزدور بیکار ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ یہ بھی اطلاع ہے۔ کہ

"بڑے بڑے سوداگراں نے تین ماہ تک کاروبار بند کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ . . . . . . ہر روز ایک نہ ایک تاجر اپنا کاروبار بند کرتا ہے۔ تجارت کو اس قدر نقصان پہونچ رہا ہے۔ کہ اگر عنقریب کوئی تبدیلی رونما نہ ہوئی۔ تو مالی اعتبار سے نتائج تباہ کن ہونگے"!

غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ یہ تحریک ملک کو آزادی کی طرف لے جا رہی ہے۔ یا تباہی و بربادی کی طرف۔ کانگریسی لیڈر ذرا سوچیں۔ کہ اسی ہزار بیکار اور فاقہ مست انسانوں کا انبوہ عظیم آخر کہاں جائے گا۔ کیا بمبئی جیسے کاروباری شہر سے مایوس ہونے کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں ان کی کھپت ہو سکے :۔

پھر کیا یہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ بیکار ہونے کے ساتھ ہی وہ حوائج بشریہ سے مستغنی ہو جائیں گے۔ نہیں۔ ہرگز نہیں وہ قوت لایموت کی فکر سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ رشتہ جسم و روح کو برقرار رکھنے کے لئے انہیں کھانے پینے کی ضرورت بدستور رہے گی۔ جسے پورا کرنے کے لئے وہ فساد برپا کرینگے۔ لوٹ مار کرینگے۔ چوریاں کریں گے۔ ڈاکے ڈالیں گے۔ اور مختصر یہ کہ باامن شہریوں کی زندگی تلخ کر دینگے۔ اور جہاں تک ان کا بس چلیگا تمام شہر کو اپنی طرح کوڑی کوڑی کے لئے محتاج کر دینگے۔ اور اس شورش اور فساد انگیزی کو فرو کرنے کے لئے حکومت کو جو تادیبی کارروائیاں کرنی پڑیں گی۔ وہ ایک مزید مصیبت ہوگی۔ ابھی تک حالات نے اس قدر نازک صورت اختیار نہیں کی لیکن سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے۔ کہ بمبئی میں مارشل لاء کے نفاذ کے سوال پر غور کیا جا رہا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ اسی ہزار مزدوروں کی بیکاری نے حالات کو انتہا تک پہونچا دیا تو گورنمنٹ بھی زیادہ سخت گیری اور تشدد کی پالیسی اختیار کرنے پر مجبور ہوگی۔ الغرض ایک طرف مفسدہ پردازوں کی فساد انگیزیوں اور دوسری طرف گورنمنٹ کی ان کو فرو کرنے کے لئے کوششوں کے درمیان پرامن شہری پیس جائیں گے :۔

گول میز کانفرنس میں برطانوی نمائندگی اور ہنود

گول میز کانفرنس میں برطانوی نمائندگی کے متعلق اس وقت سخت کشمکش ہو رہی ہے۔ لیبر پارٹی نمائندگی کو اپنے تک ہی محدود رکھنا چاہتی ہے۔ لیکن دوسری پارٹیاں اس صورت کو منظور کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ اور اپنے نمائندے بھی کانفرنس میں شامل کرانے پر مصر ہیں :۔

اس صورت حالات نے ہندوستان کے ہندوؤں میں ایک گونہ بے چینی پیدا کر دی ہے۔ سر چمن لال سیتلواد پریزیڈنٹ ویسٹرن انڈیا لبرل ایسوسی ایشن نے وزیر اعظم برطانیہ، وزیر ہند اور وائسرائے ہند کے نام تار ارسال کئے ہیں جن میں لیبر پارٹی کے سوا کسی دوسری پارٹی کی شمولیت کے خلاف پرزور احتجاج کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ "ویسٹرن انڈیا لبرل ایسوسی ایشن لنڈن کانفرنس میں برطانوی نمائندگی کے لئے تمام پارٹیوں کی شمولیت سے خائف ہے" (پرتاپ ۱۸۔ جولائی)

اس قضیہ کا جو بھی تصفیہ ہو۔ اس سے قطع نظر کرتے ہوئے قابل غور امر یہ ہے۔ کہ ویسٹرن انڈیا لبرل ایسوسی ایشن کو اس سے اس قدر تشویش کیوں لاحق ہوئی۔ اور اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ ہندو لیڈر چونکہ سالہا سال سے لیبر پارٹی کو اپنا ہم خیال بنانے کا کام نہایت تندہی سے کرتے رہے ہیں۔ اور مزدور ممبروں کو بہت حد تک اپنا ہم خیال بنانے اور اپنی رائے سے متاثر کرنے میں کامیاب بھی ہو چکے ہیں۔ اس لئے دوسروں کی شمولیت سے ان کے منصوبوں کے خاک میں مل جانے کا احتمال ہے۔ اس معاملہ کے متعلق ان کے اندر اس قدر بے چینی اور اضطراب کا پیدا ہونا ہندوؤں کی لیبر پارٹی سے سازباز کا ایک تازہ ثبوت ہے :۔

کانگریس کی ایک اور بے اصولی

انڈین نیشنل کانگریس جس بلند مقام پر کھڑا ہونے کی مدعی ہے۔ اس کے لحاظ سے اس کی ہر حرکت و سکون میں پابندی وضع اور اصول پرستی کی شان نمایاں طور پر دکھائی دینی چاہیئے۔ لیکن ہوتا ہمیشہ اس کے برعکس ہے۔ ہندوستان کے آئندہ نظام حکومت کے متعلق کانگریس نے گذشتہ چند سال میں جس طرح اپنے مسلک تبدیل کئے۔ وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں :۔

اب چند روز سے کانگریسی اخبارات اس خبر کو بہت اہمیت دے رہے ہیں۔ کہ سر علی امام کانگریس میں شامل ہو گئے ہیں۔ اور موجودہ ڈکٹیٹر صوبہ بہار کے جانشین نے آپ کو اپنے بعد ڈکٹیٹر نامزد کر دیا ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے۔ کہ سر علی امام نے اس شرط پر ڈکٹیٹر بننا منظور کیا ہے۔ کہ وہ اپنے زمانہ اقتدار میں صوبہ بہار میں پکٹنگ اور سول نافرمانی کی تحریک کو بند کرنے کے مجاز ہونگے۔ اور کانگریس کی سرگرمیوں کو صرف سودیشی تحریک تک محدود رکھیں گے۔ موجودہ زمانہ میں پکٹنگ اور سول نافرمانی وغیرہ امن سوز اور مخرب اخلاق امور کو علیحدہ کر کے کانگریس کے لئے کوئی امتیازی خصوصیت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور انہیں علی الاعلان مٹا دینے والے کو ڈکٹیٹر منظور کر لینا کانگریس کی ایک صریح بے اصولی ہے۔ اگر پرامن ذرائع سے سودیشی تحریک کی حمایت کی وجہ سے سر علی امام ڈکٹیٹر بن سکتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ دوسرے اعتدال پسند نہ بن سکیں :۔

ہندوستانی صحافت پر پریس آرڈیننس کا اثر

منجملہ کئی ایک دیگر مصائب اور آفات کے جو ہمارے کانگریسی بھائیوں کی بدولت ہندوستان پر نازل ہوئیں۔ ایک پریس ایکٹ کی مصیبت ہے۔ ہندوستانی صحافت ابھی ابتدائی مراحل سے گذر رہی ہے۔ لیکن کانگریس کی اس تحریک سے متاثر ہو کر بعض اخبارات نے ایسی گمراہ کن روش اختیار کر لی۔ کہ حکومت کو ملکی مفاد کے پیش نظر پریس آرڈیننس کے نفاذ کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ جس کے نتیجہ میں ہندوستانی پریس پر ایک ایسی زد پڑی ہے۔ جس کی تلافی کے لئے ایک کافی عرصہ درکار ہوگا :۔

لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس منعقدہ ۱۸۔ جولائی میں حکومت کی طرف سے ایک بیان دیا گیا۔ کہ پریس آرڈیننس کے ماتحت ۱۳۱۔ اخبارات اور پریسوں سے ضمانتیں طلب کی گئی تھیں اور ان میں سے ۹۱۔ اخبارات ضمانت ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے بند ہو گئے۔ اس کے علاوہ ۱۹۔ اخبارات ابھی ایکٹ کے نفاذ کا اعلان ہوتے ہی بند ہو گئے تھے :۔

ہندوستان میں جہاں اخبارات میں ترقی کی بے حد ضرورت ہے۔ بجائے کسی اضافہ کے اس قدر زیادہ تعداد میں اخبارات کا بند ہو جانا نہایت ہی افسوسناک ہے :۔

اس ایکٹ کی زد میں آ کر نقصان اٹھانے والے اخبارات زیادہ تر ہندو ہیں۔ اور مسلمانوں کو اس سے بہت زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ لیکن معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوؤں نے مسلمان اخبارات کو نقصان پہونچانے کے لئے اور کئی ایک ناجائز ذرائع اختیار کر رکھے ہیں۔ چنانچہ سیاست لاہور۔ الامان دہلی۔ اور نادر بمبئی کو بدنام کرنے کے لئے عملی طور پر کوشش بھی کی جا چکی ہے۔ مسلمانوں کو بہت محتاط رہنا چاہیئے۔ اور دشمنوں کے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر اپنے پریس کو کمزور نہیں کرنا چاہیئے :۔

اکمل کا جواب غلام ربّانی کو

زمانے کا انقلاب دیکھئے۔ اب ہمیں ان لوگوں سے خطاب کرنا پڑتا ہے۔ جنھوں نے نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت اُٹھائی۔ نہ تزکیہ نفس کا موقعہ ملا۔ اور علمی لیاقت کا یہ حال ہے۔ کہ وہ اس رسالہ کا صحیح نام بھی لکھنا نہیں جانتے۔ جس پر اعتراض کر رہے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قادیان میں لیکچر دے رہے تھے۔ اور اثناء تقریر میں دو تین بار فرمایا۔ بال قابو۔ بال قابو۔ ہم لوگ حیران تھے۔ کہ شاہ صاحب کیا فرما رہے ہیں۔ آخر معلوم ہؤا کہ بالنقابہ کی مٹی پلید ہو رہی ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب فدا ہوشیار ہیں۔ عموماً فرمایا کرتے ہیں "میں اس وقت کہ آپ بے وضو ہیں۔ قرآن شریف کی آیت پڑھ کر آپ لوگوں کو گنہگار نہیں کروں گا۔ صرف تشریحی ترجمہ عرض کئے دیتا ہوں" غرض ایں خانہ تمام آفتاب است۔ یہ لوگ تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں رہے ہے۔ مگر انہیں کیا کہا جائے۔ جن کو یہ بھی حاصل نہیں۔ جو مذہبی معاملات میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اور اتنی دیانتداری سے بھی کام لینا نہیں چاہتے۔ کہ جو بات اپنے مقابل کی طرف منسوب کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا وہ قائل بھی ہو۔ مثلاً معاملہ زیر بحث ہی کو لیجئے۔

تشحیذ الاذہان ماہ جنوری ۱۲ء کا ایک حوالہ نقل کیا ہے۔ جس میں میں نے لکھا ہے۔

اگر افتراء سے دعوئ مہدویت کیا ہے۔ تو کیوں کیا۔ کیا آپ عیاذاً باللہ دنیا پرست تھے۔ اگر تھے۔ تو آخر اس کا کوئی نشان بھی ہے۔

آپ نے کوئی جائداد خریدی۔ کوئی زمین حاصل کی۔ کوئی مکان عالی شان اپنی ذات کے لئے بنوایا۔ اپنی اولاد کے لئے گدی نشینی کی وصیت کی ہرگز نہیں۔ جب ان سے کوئی بھی بات نہیں۔ تو آپ ہی بتائیے۔ یہ دعویٰ کیوں کیا؟

اب اس پر معترض کی تنقید سُنیئے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ آیا آج بھی اسی مذکورہ بالا کسوٹی پر موجودہ گدی نشین قادیان کے دعاوی پرکھ سکتے ہیں؟

کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے؟ کہ یہ کسوٹی میں نے کس کے لئے بیان کی؟ کیا ہر گدی نشین کے لئے؟ جواب ملتا ہے۔ کہ (خلیفہ قادیان) "خلیفۃ اللہ۔ مصلح موعود۔ خلیفۃ المسیح۔ مامور من اللہ۔ امام وغیرہ جملہ دعاوی کے دعویدار ہیں"

سبحان اللہ! مذہبی دنیا میں اتنی بڑی بددیانتی۔ اتنا بڑا افتراء۔ کیا کوئی شخص جس کو اپنے ایمان کی ذرا بھی فکر ہو۔ یہ ثابت کر سکتا ہے۔ کہ سیدنا حضرت مرزا محمود احمد صاحب کو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ ہے؟

جب یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ کہ آپ کا قطعاً یہ دعویٰ نہیں۔ تو پھر اس کسوٹی پر پرکھنا کیسا؟ باوجود اس کے جو الزام حضور کی ذات ستودہ صفات کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ وہ سراسر غلط اور غلط فہمی و بدظنی پر مبنی ہیں۔

(۱) یہ حقیقت نہیں۔ بلکہ سراسر جھوٹ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ۱½ لاکھ پونے دو لاکھ کی کوئی زمین صرف اپنے لئے یا اپنے بھائیوں کے لئے نہیں خریدی۔ اور ہرگز نہیں خریدی۔ اگر کوئی رجسٹری پیش کرو۔ تو اس کے پیش کرتے ہوئے اس بات کا جواب بھی ساتھ ہی لکھ دینا کہ برلن کی مسجد کی زمین مولوی صدر الدین صاحب کے نام ہے۔ یا بعض دیگر جائیدادیں مولوی محمد علی صاحب کے نام رجسٹرڈ ہوتی رہی ہیں۔ تو کیا انہوں نے اپنی ذات کے لئے خرید کی ہیں۔ اور اس بنا پر وہ الزام کے نیچے آ سکتے ہیں۔

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی ذات کے لئے کوئی عمارت تعمیر نہیں کرائی۔ قصر خلافت میں دفتر ہے جو صدر انجمن احمدیہ کا ہے۔ اور اس میں مہمان بھی ٹھیرتے ہیں۔ پرائیویٹ سکرٹری کا عملہ ہے۔ ترجمۃ القرآن کا عملہ ہے۔ اور یہ سب وہاں کام کرتے ہیں۔ اس پر اٹھارہ ہزار خرچ نہیں ہؤا۔ قطعاً نہیں ہؤا۔ غالباً آپ بھول گئے۔ مولوی محمد علی صاحب کی ڈلہوزی والی کوٹھی کا ذکر فرما رہے ہونگے۔ جس پر آپ جیسی غطرت کے بعض لوگوں نے اعتراض کیا۔ کہ یہ روپیہ کہاں سے آیا۔ اور ان کو اپنی صفائی میں ایک بیان اخبار میں چھپوانا پڑا تھا۔

(۳) خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ایک رویاء کی بناء پر ہے۔ انصار اللہ اپنی پوزیشن کئی بار صاف کر چکی ہے۔ اور کوئی شخص دیانتداری کے ساتھ اس پر چارج نہیں کر سکتا۔ فضل کا لفظ تو الہام الٰہی میں ہے۔ بدباطن لوگ حضرت مسیح موعودؑ پر الزام لگائینگے۔ کہ اپنے بیٹے کو جانشین کرنے کے لئے پہلے ہی اس کا یہ نام مشتہر کر دیا۔ حالانکہ یہ خدا تعالےٰ کی دین ہے۔ جس کو چاہے۔ بخشے صرف ناموں سے کیا بنتا ہے۔ ہماری جماعت میں کبھی کسی نے یہ استدلال نہیں کیا۔ کہ چونکہ "خدا کے فضل اور رحم" سے لکھتے آئے ہیں۔ اس لئے آپ ہی خلیفہ برحق ہیں۔ باقی رہی صاحبزادہ حافظ ناصر احمد صاحب۔ سو آپ قبل از مرگ واویلا کیوں کرنے لگے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا اعلان تو آپ نے نقل کر ہی دیا۔ کہ

باپ کے بعد بیٹا خلیفہ نہیں ہونا چاہیئے

باقی اللہ تعالےٰ اگر کوئی اپنا فضل کرے۔ تو اس کو حریفانِ بدکیش نہیں روک سکتے۔ علاوہ ازیں لفضلہ اسی چھوٹی سی عمر میں آپ کو اللہ تعالےٰ نے علم دین سے بہرہ وافی عطا فرمایا۔ آپ حافظ قرآن مجید ہیں۔ مولوی فاضل ہیں۔ انٹرنس پاس کر کے بی۔ اے ہونے والے ہیں۔ گویا ظاہری و باطنی علوم سے بہرہ وافی پا کر جلد جلد خدا کے فضلوں کے سایہ میں بڑھ رہے ہیں۔ موتوا بغیظکم ایہا الحاسدون ہ

(۴) یہ بات کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے لکھا ہے "مجھ پر اعتراض کرنے والا ہلاک کیا جائیگا۔ اس کا مفصل اور مدلل جواب حضرت خلیفۃ المسیح اپنے قلم سے دے چکے ہیں۔ جس کی موجودگی میں کسی دیانتدار اور شریف انسان کے لئے اس کے متعلق اعتراض کرنے کی کوئی گنجایش نہیں۔

اور پھر یہ بھی سوچنا چاہیئے۔ کہ یہ تو ایک رؤیا ہے۔ رویاء میں انسان کا اپنا کیا اختیار ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ ایک مرتبہ بخشتا ہے۔ آپ اس کو چھین نہیں سکتے۔ ابھی پچھلے دنوں آپ کے امیرِ قوم مولوی محمد علی صاحب نے یہ اعلان کیا تھا۔ کہ جن لوگوں کے سپرد انتظام ہو۔ ان پر نکتہ چینی خواہ صحیح بھی ہو۔ اس کی اشاعت منع ہے۔ کیونکہ اس طرح نظام بگڑتا ہے۔ اس وقت آپ نہیں بولے تھے۔

باقی الفضل ۵ر جولائی میں مقام اطاعت کو واضح کرنے کے لئے ایک مضمون شائع ہؤا ہے۔ اور یہ آپ کے ہاں بھی ہو رہا ہے۔ کیا جب مجلس شوریٰ ہوتی ہے۔ تو ہر ایک کی رائے پر عمل ہوتا ہے؟ کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ جب کوئی بات قرار پا جاتی ہے۔ تو جن کی رائے اس کے خلاف ہوتی ہے۔ وہ آخر اپنی رائے کو قرار یافتہ تجویز پر قربان کر دیتے ہیں۔ اور کیا یہ امر واقع نہیں۔ کہ بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات مولوی محمد علی صاحب کی رائے پر ہی عمل ہوتا ہے۔ اور انہی کے فہم کو سب فہموں سے بالا سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ واجب الاطاعت نہیں سمجھے جاتے؟

تو پھر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کے متعلق کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ ہمارے مفترض الاطاعت امام ہیں۔

اور ہم خود ان کی مجلس شوریٰ میں بارہا شامل ہو کر اس امر کے عینی گواہ ہیں۔ کہ کامل آزادی سے اپنی رائے دیتے ہیں۔ اور کبھی بھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ ہماری رائے پر کسی قسم کا دباؤ ڈالا گیا ہو اور یہ بھی بارہا کا تجربہ شدہ امر ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو مشورہ کے بعد جس امر پر قائم کیا۔ وہی بابرکت اور باعتبار انجام کے صحیح ثابت ہؤا۔ آپ لوگوں کی طرح نہیں۔ کہ جدھر کی رَو چلی ادھر بہ پڑے۔ ذرا اپنی سابقہ تاریخ پر غور کرو اگر بھول گئے ہو۔ تو کسی وقت گنوا دوں گا۔ کہ کس طرح آپ نے قدم قدم پر ٹھوکر کھائی۔ اور جدھر کی ہوا چلی ادھر چل دیئے۔ اور آخر منہ کی کھا کر واپس ہونا پڑا۔ قادیان سے ایک تجویز نکلی۔ پہلے اس پر ہنسی اُڑائی۔ آخر خود بھی وہی کرنے لگے۔ یہ واقعات ہیں۔ جن کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ باقی پھر سہی۔ (اکمل قادیان)

انجمن احمدیہ پونچھ کا سالانہ جلسہ

انجمن احمدیہ پونچھ کا جلسہ سالانہ ۱۲، ۱۳، ۱۴ جولائی کو منعقد ہؤا۔ قادیان سے مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مولوی فاضل تشریف لائے۔ جس قدر تکلیف اور مشقت برداشت کر کے آپ بروقت یہاں پہنچے۔ وہ بہت ہی قابل قدر ہے۔ یعنی آپ موضع اوڑی سے چلکر رات کو ہی ۴۵ میل پہاڑی سفر طے کر کے صبح ۶ بجے پونچھ آ پہنچے۔

آپ کی تقریر اول صداقتِ اسلام پر ہوئی جس کا اثر سامعین پر نہایت اچھا ہؤا۔ تقریر پورے امن اور اشتیاق سے سُنی گئی۔ تقریر دوم تفسیر والعصر پر۔ اور تقریر سوئم "قرآن کامل الہامی کتاب ہے" کے موضوع پر ہوئی۔ آخری تقریر بوجہ بارش جامع مسجد میں ہوئی اور کامل دو گھنٹہ میں ختم ہوئی۔ پبلک نہایت امن اور اشتیاق سے سنتی رہی۔

چونکہ اس وقت تک بباعث بارشِ باراں مطابق پروگرام سرکار والا مدار کرسی صدارت کو رونق نہیں دے سکے۔ بلکہ ۱۷ر تاریخ کو ایسا کرنیکا وعدہ فرما چکے ہیں اسلئے جلسہ کی تاریخ بڑھا دی گئی ہے۔

(خاکسار:۔ امیر عالم احمدی پونچھ)

دکن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شیدائی

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ⁂ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(نوشتہ الحاج مولانا عبد الرحیم صاحب نیرؔ)

عادل آباد تعلقہ میں ایک مقبرہ

عادل آباد کے جنگلات جو شیروں کے گھر۔ بور بچوں کے مسکن۔ ریچھوں کی آرام گاہ اور اپنی ہیبت ناک روایات کے لئے مشہور ہیں۔ ان کے قریب عادل آباد کی بستی میں ایک بزرگ کی اب بھی آرام گاہ ہے۔

اس گورِ مسکین اس مزار غریب کا مکین عاشقِ احمد مختار اور رحمان شاہ کے اسم سے موسوم تھا۔ رحمان شاہ فقیر اپنے پیچھے ایک ایسی تاریخ چھوڑ گئے ہیں۔ جو زندہ احمدیوں کے لئے ایک ایمان بڑھانے والی سچی داستان اور آیندہ آنے والی نسلوں کے لئے انقلاب پیدا کرنے والی بشارت ہے۔

میرے دوست سلسلہ کے دیرینہ خادم۔ مسیح پاک کے زمانہ میں بیعت کرنے والے مخلص دکنیوں میں سے ایک ڈاکٹر سید ظہور الاحمد صاحب نے جو کچھ مجھے بتایا۔ اور فقیر خدا رسیدہ کی نسبت مجھے سنایا۔ اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

رحمان شاہ کا بچپن

فقیر روشن ضمیر رحمان شاہ پنجاب کے کسی گاؤں میں جس کا نام انہوں نے نہیں بتایا۔ ایک ہندو زمیندار کے گھر پیدا ہوئے۔ بچپن سے طبیعت عبادت کی طرف مائل تھی۔ گھر میں تمول تھا۔ لیکن اس بچہ کو فقیری زیادہ پسند تھی۔ گاؤں کے مولوی صاحب نمازیں پڑھتے۔ تو یہ بچہ غور سے مولوی صاحب کو عبادت کرتے دیکھا کرتا۔ اور ایک دن متحیر ہو کر پوچھنے لگا۔ مولوی صاحب آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا۔ میرے عزیز میں خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ اس عبادت سے خدا ملتا ہے۔ ہندو زمیندار کے نیک دل لختِ جگر نے عرض کیا۔ یہ خدا ملنے کا راستہ مجھے بھی سکھاؤ۔ مولوی صاحب نے عذر کیا۔ اور کہا کہ تم رئیس بچے ہو۔ تمہارے باپ کو معلوم ہوا۔ تو میرا اس جگہ رہنا محال ہوگا۔ لیکن نو عمر نونہال نے بڑے اطمینان سے کہا۔ نہیں۔ آپ کا بال بیکا نہ ہوگا۔ آپ مجھے نماز سکھا دیجئے۔ دس برس کی عمر میں ہمارے ہیرو نے نماز سیکھ لی۔ اور سچے دل سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا۔ اور اسلام کا اس قدر والہ و شیدا ہو گیا۔ کہ اب اس کا پوشیدہ رکھنا اسے گناہ معلوم ہؤا۔

مولوی صاحب کو بچانا بھی مقصود تھا۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا کہ اب گھر بار کو ترک کر دوں۔ اور فقیر ہو جاؤں۔ تنہائی میں نماز پڑھوں۔ خدا کو یاد کروں۔ سچا مسلمان بنکر مولا کا یار ہو جاؤں۔ ان ارادوں کے ساتھ ایک صبح خاموشی سے ترک وطن کر دیا۔ اور دشت نوردی اختیار کی۔

فقیر سائیں سے ملاقات

اس تنہا سفر اور بادہ پیمائی اور تلاش یار میں سرگردانی اور محویت نے کچھ دنوں تک تو کوئی اثر نہ کیا۔ مگر آخر پیاس و بھوک نے مجبور کر دیا۔ تاب مقاومت نہ رہی۔ ایک بستی بھی راستے کے قریب آ گئی۔ اسلام کا عشر بیسر میں خدا پر بھروسہ کرنے والا فرزند۔ حقیقی فقیر ایک حلوائی کی دوکان پر گیا۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں پر نظر کر کے جو دیکھا۔ تو سونے کے کڑے اس ضرورت کو رفع کرنے کے لئے ایک سہارا معلوم ہوئے۔ کانوں سے سونے کی بالیاں اور ہاتھوں سے سونے کے کڑے اُتار لئے اور حلوائی کو پیش کر کے کہا۔ بابا یہ لے لو۔ اور مجھے کچھ کھانے کو دیدو۔ بنئے کی بن آئی۔ اور قیمتی زیورات لے کر بچے کو مٹھائی دیدی۔ فقیر نے پیٹ بھر کے مٹھائی کھائی۔ نماز پڑھی اور پھر راستہ لیا۔ چند کوس چلے تھے کہ ایک تکیہ نظر آیا۔ اس کے دروازے پر پہنچتے ہی ایک فقیر نے سلام کیا۔ اور کہا بابا اندر آؤ۔ مرشد بُلاتے ہیں۔

رئیس زادہ فقیر مرشد کے سامنے لایا گیا۔ اور بوڑھے عمر رسیدہ مسلم مرشد نے کہا۔ بیٹا آؤ۔ میں تمہارا منتظر تھا۔ تم آ گئے۔ اور ہم جائیں گے۔ آؤ اب اس گدی کو سنبھالو۔

چند روز مرشد کے پاس قیام کیا۔ ان کی بیعت کی۔ اور فقراء میں رہنا شروع کیا۔ کہ یکایک ملک الموت نے مرشد کو بلایا۔ اور فقیر سائیں نے رحمان شاہ کو اپنا قائم مقام بنا کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس طرح ہندو زمیندار کا بچہ چھوٹی عمر میں آغوش اسلام میں آ کر ایک طرف مسلمانوں کا مرشد بن گیا۔ اور دوسری طرف والدین ہر طرف تلاش کر کے مایوس ہو کر یہ سمجھ بیٹھے۔ کہ ان کی آنکھوں کا نور غائب ہو کر غالباً کسی درندے کی نظر ہو چکا ہے۔

دوسری مرتبہ قید سے رہائی

رحمان شاہ کچھ عرصہ مرشد بنے رہے۔ اور اپنے روحانی باپ کی جگہ تکیہ کا انتظام کرتے رہے۔ اور خدام کے خراج اطاعت وصول کر کے گدی کے فرائض کی ادائگی میں مصروف رہے۔ مگر جُوں جُوں جوانی آئی۔ اس کے ساتھ پُرانی آزادی نے پھر عود کیا۔ اور اپنے آپ کو کہا۔ باپ کا گھر خدا سے ملنے کے لئے چھوڑا۔ اور قید سے رہائی پائی۔ اور اب یہ پھر دوسری قید آئی۔ پس مناسب یہی ہے۔ اس گدی نشینی کو خیر باد کہوں۔ اور صحرا نوردی کرتے ہوئے پھر تنہائی میں مولا کی یاد کروں۔ اور قید کی زنجیروں کو دوبارہ توڑ ڈالوں۔ یہ عزم کر کے ایک دن فقیروں سے نظر بچا رحمان شاہ چل کھڑا ہوا۔ اور شمال سے جنوب کا راستہ لیا۔ جن ممالک میں اس کے جد اعلےٰ شری رام جی نے بن باس لیا تھا۔

دکن کی سیر

دکن میں آ کر برسوں جنگلوں۔ پہاڑوں کی سیر کی۔ سادھوؤں۔ سنیاسیوں کے ساتھ رہ کر جڑی بوٹیوں کا علم حاصل کیا۔ اور طِب میں کمال پیدا کر لیا۔ اور بلدہ حیدر آباد فرخندہ بنیاد میں وارد ہوئے۔ فقیر کی بے نیازی پابندئ مذہب۔ صفائی قلب۔ عبادت گذاری دکن کے امراء پر جو طبعًا فقیر پرست واقعہ ہوئے ہیں۔ اثر کئے بغیر نہ رہی۔ ایک بڑے امیر نے اظہار اخلاص کیا۔ اور اپنے مکان پر رہنے کے لئے مجبور کیا۔ اور ہر طرح خاطر و مدارات سے پیش آنے لگے۔ اور فقیر سائیں کے سامنے اپنے خاندانی تمول کا ایک نقشہ آنا شروع ہوا۔

تیسری مرتبہ قید سے رہائی

زندگی کے واقعات پُر تغیرات سے مملو سفر پر جو سالہا سال میں طے ہوا تھا۔ اس فقیر نے نظر کی۔ تو دو مرتبہ رہائی کے بعد اپنے آپ کو پھر مقید پایا۔ اس لئے ایک رات آنکھ بچا کر نکل گئے۔ اور دکن کے جنگلوں۔ پہاڑوں۔ وادیوں کی سیر کر کے فقیروں کی سی صابرانہ زندگی بسر کرتے ہوئے اور عبادت الٰہی میں پتے کھا کر اور قدرتی نہروں کا پانی پی پی کر ایک زمانہ گذار دیا۔ اور آخر ش گوہر مقصود ملنے کا وقت آنے لگا۔ مختلف اہم واقعات زندگی میں پیش آئے۔ ایک مرتبہ پھر پنجاب کا سفر کیا۔ بوڑھی ماں سے ملے۔ اور بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔ ان لوگوں نے بھی قید کرنا چاہا۔ مگر رحمان شاہ ایسے شکار نہ تھے۔ جنہیں معمولی صیاد اپنے دام میں لا سکتا۔ پھر دکن میں آ گئے۔ اور یادِ خدا میں مصروف ہوئے۔

میر محبوب علی بادشاہ سے ملاقات

ہمارا نومسلم رئیس زادہ سلطنت روحانیت کا بادشاہ تھا۔ نہ اسے بادشاہوں سے سروکار نہ امراء سے واسطہ۔ نہ دولت کی فکر نہ آرام کی خواہش۔ خدا اسے چڑیا کی خوراک دیتا تھا۔ اور وہ اسے کھا کر کل کی فکر کے بغیر زیست بسر کرتا تھا۔ شاہی شکارگاہ کے خوفناک درندوں کی مہیب آوازوں کے پہنچنے کی جگہ میں فقیر کا ڈیرا تھا۔ فقیر کے دِل میں خواہش ہوئی۔ کہ آج اچھا کھانا کھائیے۔ ایک طرف مُنہ اُٹھایا اور چل پڑے۔ تھوڑی دُور چلے تھے۔ کہ ایک درخت کے نیچے گرم گرم کھانا اور اس کے ساتھ پانی موجود تھا۔ جو کسی شخص نے اپنی منت پوری کرنے کے لئے غالباً ابھی ابھی لا کر رکھا تھا۔ اس کی منّت خدا کو قبول ہوئی۔ اور فقیر نے آ کر بیٹھ کر مزے سے کھانا کھایا۔ کھانا کھا کر پیچھے لوٹنا پسند نہ کیا۔ اپنا عصا سنبھال کمبل کاندھے پر رکھ اس شان کے ساتھ جو دنیوی تاجداروں کو میسّر نہیں۔ رحمان شاہ خراماں خراماں جنگل میں چل پڑے۔ کچھ دُور نکل جانے پر چند آدمی نظر آئے جو ہاتھ سے فقیر کو ایک طرف ہو جانے کا اشارہ کر رہے تھے۔ لیکن فقیر نے انکی مطلق پرواہ نہیں کی۔ اور آگے بڑھتا گیا۔ اچانک کیا دیکھتا ہے۔ کہ زرق برق لباس پہنے ہوئے چوبداروں اور خدام کے درمیان ایک با اقتدار انسان آ رہا ہے۔ جس کی صورت سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ زمینی سلطنت کا تاجدار ہے۔ دکن کا محبوب بادشاہ فقیر دوست میر محبوب علی پیش قدمی کر کے فقیر سے سوال کرتا ہے۔ اور فقیر اس کا جواب دیتا ہے۔

سوال۔ کیا تم کو معلوم نہیں۔ کہ میں کون ہوں؟ جواب۔ ہاں بابا تو بھی میری طرح خدا کا ایک بندہ ہے۔ سوال۔ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ یہ تمام زمین اور یہ تمام سلطنت میری ہے؟ جواب۔ بابا معلوم ہے۔ تیری نہیں۔ سب خدا کی ہے۔ فقیر کے اِن جوابوں نے بادشاہ پر بے حد اثر کیا۔ اور فقیر سائیں کو فقیر دوست بادشاہ اپنے خیمہ میں لے آیا۔ بڑی عزت کی۔ اور آزمایش کے لئے شراب ناب کا ایک گلاس پیش کر کے کہا۔ کہ شراب طہورا ہے۔ نوش فرمائیے۔ فقیر نے جواب دیا۔ بابا شیطان کا موت ہے۔ فقیر نہیں پیتا۔ اور اس کو پھینک دیا۔ اس بات نے بادشاہ پر اور اثر کیا۔ اور حکم شاہی ہوا۔ کہ رحمان شاہ کو خاطر و عزت سے رکھا جائے۔ لیکن یہ خاطر و عزت فقیر کو پسند نہ تھی۔ کیونکہ یہ پھر ایک نئی قید تھی۔ فقیر آنکھ بچا کر خیمہ سے بھاگ گیا۔ اور ایسا بھاگا کہ باوجود شاہی لشکر و خدام کے تلاش کرنے کے کسی کو نہ ملا۔

احمدی ڈاکٹر سے ملاقات

وقت آ گیا۔ کہ قیس صحرا نوردی کے بعد محمل لیلیٰ کو دیکھے۔ اور محبوب حقیقی کا راستہ بتانے والے محبوب سے ملاقی ہو۔ جس جگہ آزادی قربان کی جاتی ہے۔ اور جس گُل پر آزاد اُڑنے والی بُلبُل سو جان سے نثار ہو جاتی ہے۔ وہ وصل کی گھڑیاں رحمان شاہ کو بھی مُیسّر ہوئیں۔ چنانچہ وہ شیدائے حسن ازل جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرتا ہوُا عادل آباد کی مسجد میں آ گیا۔ اور بخار میں مبتلاء ہو گیا۔ ڈاکٹر سید ظہور الاحمد صاحب احمدی جو عادل آباد کے ڈاکٹر انچارج تھے۔ مسجد میں گئے۔ تو فقیر کو شدید بخار میں مبتلاء پایا۔ ڈاکٹر صاحب دوائی لینے کے لئے ہسپتال میں آئے۔ اور دوائی لے کر واپس گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ فقیر سائیں مسجد کے حوض میں غوطے لگا رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے متعجب ہو کر پوچھا۔ آپ کو تو بخار تھا۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔ تو ہنس کر جواب دیا۔ بابا گرمی تھی۔ غسل کر کے اسے دُور کر رہا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے نبض دیکھی تو بخار نہ تھا۔ اس طرح بخار تو اُتر گیا۔ مگر نقاہت تھی۔ بیمار کا علاج بغیر دوا کے ہو گیا۔ مگر ڈاکٹر صاحب کو اس وقت تک چین نہ پڑا۔ جب تک فقیر کو اپنے گھر پر نہ لے آئے۔ سائیں جی جو اَب شاہ صاحب کہلاتے تھے۔ سید صاحب احمدی کے گھر میں آ کر رہنے لگے۔

قادیان کا سفر

شاہ صاحب احمدی کے گھر پر تھے۔ اور یہ وہ وقت تھا۔ جبکہ کُفر کے فتووں کا زور تھا۔ اور گو مسلمانوں کی ریاستوں میں اور مسلمانوں کے ملکوں میں احمدیوں کا رہنا دشوار تھا۔ مگر سلطنت حیدر آباد میں گورنمنٹ ملازمین پر مذہب کی وجہ سے کوئی پابندی نہ تھی۔ اِس لئے ڈاکٹر صاحب کے مکان پر احمدیت کا چرچہ دن رات رہتا تھا۔ شاہ صاحب بھی توجہ سے سنتے رہتے۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب سے پوچھا سید صاحب یہ کیا معاملہ ہے۔ مجھے بھی بتاؤ۔ سید صاحب نے ظہور مہدی نزول مسیح موعودؑ کی بشارت رحمان شاہ کے گوش گزار کر دی۔ فقیر نے جونہی سُنا۔ کہ آسمان پنجاب کے گاؤں قادیان کی زمین سے قریب ہو گیا ہے۔ تو وہ بٹالہ کے پرگنے میں آنے والے زمیندار گورو کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا اشتیاق لے کر دکن سے روانہ ہو پڑے۔

اور دارالامان قادیان پہونچکر مسیح پاک کی زیارت کی۔ دل تو نور ایمان سے منور تھا۔ آنکھیں بھی خدا نے بصیرت کے ساتھ مزین کی تھیں۔ اس لئے چہرۂ انور کو دیکھتے ہی اپنی تمام آزادی بھول گئے۔ اور کشتہ مژگان ہوکر اپنے تئیں مسیح پاک کے غلام سمجھنے لگ گئے۔ اور سچے دل سے آمنا کہدیا۔ مگر خیال آیا۔ کہ بیعت تو ایک دفعہ پہلے فقیر سائیں کی بچپن میں کرچکا ہوں۔ اور ان کا سجادہ نشین بھی بن گیا تھا۔ اب بیعت کی کیا ضرورت ہے۔ اسی خیال میں چند روز گذرے۔ بیعت کرنے میں کشمکش تھی۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ رؤیا میں فقیر سائیں یعنی مرشدِ اوّل جو سب سے پہلے ملے تھے، اور جنہوں نے اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ قادیان آئے اور کہتے ہیں نہ بیٹا سورج کے سامنے ستاروں کی کیا ضرورت۔ بس ہماری بیعت کے باوجود مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرو۔ فقیر سائیں کی نصیحت پر عمل ہوا۔ اور شاہ صاحب مسیحِ پاک کی بیعت میں داخل ہوکر زمرۂ مومنین میں شامل ہوئے۔ اور اپنے آقا سے رخصت لیکر دکن میں واپس تشریف لے آئے اور خدمت احمدیت اپنا فرض سمجھنے لگے۔

شاہ صاحب کے آخری ایام

عادل آباد پہونچ کر شاہ صاحب کی زندگی میں ایک تغیر تھا۔ آزاد فقیر اب پابند معلوم ہوتا تھا۔ جو دنیا کے تمام تفکرات سے آزاد تھا۔ وہ اب ایک فکر کا پابند ہے۔ جس کا اہل وعیال نہ تھا۔ اسے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کا کوئی گھر ہے۔ اور گھر میں گھر والے ہیں۔ جن کی امداد شاہ صاحب پر واجب ہے۔ پیارے شاہ صاحب طبیب تھے۔ جڑی بوٹیوں سے علاج کرتے تھے۔ خدا نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی۔ لوگ مفت دوائی کے عادی تھے۔ مگر تبدیل شدہ شاہ صاحب ہر مریض سے پوچھتے۔ بابا شفا ہونے پر کیا دوگے۔ مریض ایک منّت مانتا۔ گو اسے بہت تعجب ہوتا۔ مگر شفا ہوجانے پر جب نذر پیش ہوتی۔ تو شاہ صاحب فرماتے۔ دیکھو بابا انگریزی ڈاکخانہ میں جاؤ ایک منی آرڈر فارم لو۔ اور اس پر لکھو "حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیان پنجاب" اور یہ نذر ہمارے مرشد کو بھیجدو۔ رحمان شاہ اپنے آخری دنوں میں اپنے چندے کی ادائگی میں ایک نمونہ تھے۔ اور آزاد فقیر سائیں مسیح موعود کی بیعت کے بعد ہر طرح پابند تھا۔ ان کا خاتمہ خدا نے مسیح موعودؑ کی غلامی پر کیا۔ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک ان کی قربانیاں خدا نے قبول کرلیں۔ جس غرض سے نماز سیکھی تھی۔ جس شوق سے خدا سے وصال حاصل کرنے کی تمنا ان کی زندگی میں تغیرات پیدا کرنے کا موجب ہوئی تھی۔ ۱۹۰۵

بمشرق خصلت کے بعد وصل سے تبدیل ہوگیا۔ اور شاہ صاحب احمدی ہوکر اپنے محبوب حقیقی سے وصال پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دکن کی سرزمین میں ان کا مقبرہ آئندہ فتوحات احمد کا پیش خیمہ ہے۔ جو لوگ اس سچی داستان کو پڑھینگے۔ ان کا ازدیاد ایمان ہوگا۔ اور میری درخواست ہے۔ کہ وہ رحمان شاہ دکن کے لئے دعا کریں۔ تا خدا تعالیٰ اس اسلامی سلطنت کو دونوں طرح حقیقی اسلامی سلطنت بنادے۔ اور دکن کے لوگوں کو رحمان شاہ کا نمونہ بننے کی توفیق ملے۔ الٰہی تو رحمان شاہ پر ہزار ہزار رحمتیں نازل کر اور میری بھی تائید کر۔ اور جو بیج آج بویا جارہا ہے اسکو ثمر دار کر۔ تا دکنی لوگ اس ثمر کو کھائیں۔ اور احمدیت کی تعلیم سے بہرہ ور ہوکر اسلام کے خادم بن کر خاتمہ بالخیر کی سعادت حاصل کریں۔ آمین ثم آمین۔

حضرت مسیح موعودؑ کے طفیل ہندو ذہنیت میں حیرت انگیز تغیر

اس حقیقت سے کون ناواقف ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے تمام مخالفان اسلام۔ اسلام پر طرح طرح کے اعتراضات کیا کرتے تھے۔ اسلامی تعلیم کو دنیا کی تباہی کا سامان بتلایا کرتے تھے۔ اور بُرے سے بُرے رنگ میں پیش کیا کرتے تھے۔ مگر آج یہ حالت ہے۔ کہ بد ترین **دشمن اسلام** بھی اسلامی سادگی۔ اسلامی واحدانیت۔ اسلامی حریت اور اسلامی مساوات کی داد دے رہا ہے۔ اور بزور شمشیر اسلام پھیلانے کے اعتراضات جو آج سے کچھ عرصہ پہلے بڑی شدومد سے پیش کئے جاتے تھے۔ آج معترض خود ہی ان کی تردید کر رہے ہیں۔

اے مسیح قادیاں جان و دلم برتو فدا۔ تو نے پھر اسلام کو دنیا میں زندہ کر دیا۔

اللہ۔ اللہ یہ کیسا عظیم الشان تغیر ہے۔ کہ وہ لوگ جو اسلام پر اعتراض کرنا ہی اپنی زندگی کا انتہائے مقصود قرار دے چکے تھے۔ آج صداقت اسلام کے گیت گا رہے ہیں۔ ایک شہادت پیش کرتا ہوں۔ بھائی پرمانند جی کا اخبار ہندو لکھتا ہے۔

"آج ہندو سوراجیہ کی کشمکش میں اس قدر غلطاں ہیں۔ کہ اپنی قومی ہستی کا احساس ان میں دن بدن کم ہو رہا ہے۔ اس کے برعکس اسلام کی اخوت اور حریت ان کو ایک زبردست منظم جماعت بنا چکی ہے۔ اسلام کی مساوات اور واحدانیت ان کے مشترکہ قومی احساس کو مضبوط کرتی ہے۔ اور ہندوؤں کی ذات پات۔ چھوت چھات اور بے حد فرقہ بندی ان کو مقابلہ میں کمزور اور نکما بنا رہی ہے اسلام کے پھیلاؤ کا کارن اس کا سادہ کم خرچ اور غریبوں کے لئے مفید اور دلکش سوشل سسٹم ہے۔ غریب ہندوؤں کی لڑکیاں تو امیر لے لیتے ہیں۔ مگر لڑکے زیادہ تر کنوارے رہ جاتے ہیں۔ بے شمار سادھو اور ودھواؤں کے کارن ہندو ہر چالیس سال کے بعد دو فیصدی کم ہوجاتے ہیں۔ اور مسلمان پانچ فیصدی بڑھ جاتے ہیں۔ اسلامی حکومت کے دوران میں مسلمانوں کی تعداد مقابلتاً بہت کم تھی۔ مگر ہندوؤں کے مظالم اور اسلامک سوشل سسٹم کی سادگی اور سب کے لئے مفید ہونے کے کارن گذشتہ سو سال میں مسلمانوں کی ترقی حیرت انگیز ہوئی ہے۔ اور جو پولیٹکل نتائج اس سے برآمد ہوتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اگر ہندوؤں نے اپنے سوشل قوانین۔ رواجات اور سوسائٹی کو مساوات سادگی اور کم خرچی کی طرف مبدل نہ کیا۔ تو بلا شبہ چند صدیوں میں ہندوستان کا نام بدلنا پڑیگا" از قلم لالہ دیوان چند بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل قصور "ہندو" لاہور ۴ر جولائی ۱۹۳۲ء صفحہ ۳۔

لالہ جی نے کیا ہی سچ فرمایا ہے۔ کہ اشاعت اسلام کا سبب اسلامی اخوت۔ حریت۔ سادگی اور سوشل سسٹم کا یکساں طور پر مفید ہونا ہے۔ اور تلوار کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ لالہ جی نے واقعات سے یہ ثابت کیا ہے کہ مسلم بادشاہوں کے وقت مسلمان مقابلتاً بہت کم تھے۔ مگر سو سال کے عرصہ کے اندر ہی اندر ان کی تعداد میں حیرت انگیز ترقی ہوئی۔ اسلامی تعلیم کی فضیلت کے اعتراف کے لئے اس سے بہتر الفاظ اور کیا ہو سکتے ہیں۔ لیکن لالہ جی کو یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہئے۔ کہ خواہ وہ اپنے مذہب میں کتنی ہی تبدیلی کیوں نہ کریں۔ ہندو رہتے ہوئے وہ ترقی کا وہ مقام حاصل نہیں کر سکتے۔ جس پر اپنی قوم کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

کیونکہ انسان آخر انسان ہے۔ اُس کا تجربہ ناقص اور علم محدود ہے۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ انسان خداوند تعالےٰ کے قوانین کا مقابلہ کرکے اس جیسے یا اس سے بہتر قوانین بنا سکے۔ اس لئے بہتر یہ ہے۔ کہ اسلام کو قبول کرکے واحدانیت۔ سادگی۔ اخوت۔ مساوات۔ حریت وغیرہ وغیرہ سیکھو۔ آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ پنڈت دیانند کو آپ ہر شے مانتے ہیں۔ مگر اس کا علم بھی آپ کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکا۔ اور مجبوراً بجائی پرمانند ایم۔ اے کو یہ کہنا پڑا۔ کہ پرانے شاستروں کی عزت میرے دل میں کسی سے کم نہیں۔ مگر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ ملک کے اندر جو پولیٹکل اور مذہبی سوالات اس وقت پیدا ہو گئے ہیں۔ وہ شاستروں کو بنانے والوں کے سامنے نہ تھے۔ اس لئے شاستر ان باتوں میں ہماری رہنمائی نہیں کر سکتے۔ اس وقت مسلمانوں اور عیسائیوں کا سوال ہندوستان میں پیدا نہ ہوا تھا۔ اسی طرح جو لوگ پہلے پہل آریہ سماج میں شامل ہوئے اور اس کے لیڈر بنے۔ ان کے سامنے بھی وہ وہ پیچیدگیاں نہ تھیں۔ جو اس وقت ہمارے سامنے آ رہی ہیں۔ ہماری واقفیت کئی پہلوؤں میں ان لیڈروں اور شاستروں سے بڑھی ہوئی ہے۔ اخبار پرتاپ لاہور ۲ر دسمبر ۱۹۲۹ء ص ۴ لالہ جی اب یہ معاملہ بالکل صاف ہو گیا۔ کہ اب ہندو دھرم کو کوئی انسان شاہراہ ترقی پر نہیں چلا سکتا۔ اور بعد آنے والا انسان پہلے انسان کی واقفیت سے بڑھ کر تجربہ حاصل کر سکتا ہے پس اگر یہی لیل و نہار ہے۔ تو آئے دن ہندو دھرم میں تغیر و تبدل ہی ہوتا رہے گا۔ اور ہندوؤں کا کوئی ادبکار نہ ہو سکیگا۔ اس لئے مناسب یہی ہے۔ کہ اسلام کی شرن لے کر کامیابی حاصل کی جائے۔ کیونکہ آپ خود اس بات کے شاہد ہیں۔ کہ اسلام کی سادگی۔ مساوات۔ وحدانیت۔ حریت۔ اور سب کے لئے مفید قوانین اور دلچسپ سوشل سسٹم اصل کامیابی کی جڑھ ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آپ تجربہ شدہ اصول سے مستفید نہ ہوں۔ جبکہ آپ کا ایک بھائی مسلم بننا گویا مُردہ سے زندہ ہونا تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے "جس ہندو نے اسلام قبول کر لیا اس کو ہزار سہولتیں۔ جو مسلمان شدھ ہوئے۔ انکی حالت ناگفتہ بہ۔ گویا مسلمان ہونا مُردہ سے زندہ ہونا اور شدھ ہونا زندگی سے سماجک موت۔ موجودہ شکل میں تو میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہندو قوم کوئی چند دن کی مہمان ہے۔ از جیون لل ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر اخبار ہندو لاہور۔ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۲۹ء صلا۔

لالہ جی اب جائے غور ہے۔ بفرض محال اگر آپ ۴۴

۴۴ شدھ بھی ہو گئے۔ تو گویا مر گئے۔ تو پھر یہ عقلمندی سی بعید ہے۔ کہ انسان زندگی کو چھوڑ کر موت کو قبول کرے پس بہتر تو یہ ہے۔ کہ آپ اپنے تجربہ سے فائدہ حاصل کریں۔ اور اپنے تجربہ کار بھائی کی شہادت سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور اسلام کو قبول کرکے مُردہ سے زندہ ہو جائیں۔ یہی سعادت ہے۔ اور اسی کو عقلمندی کہتے ہیں۔

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ ہدیٰ یہی ہے

آپکا خیر اندیش
فتح محمد احمدی نوا کلرک جنرل پوسٹ آفس کراچی)

قصبہ جتوئی ضلع مظفرگڑھ میں کامیاب مناظرہ

ہمارے ایک نوجوان دوست مہر اللہ یار صاحب نے جو ایک معزز زمیندار اور ٹھیکہ دار ہیں۔ پانچ چھ سال تک پیغامی رہنے کے بعد گذشتہ مئی میں جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر بیعت کی۔ تو گرد و نواح میں مخالفت کا ایک شور برپا ہو گیا۔ جتنے کہ مولوی سلطان محمود اور کرم علی شاہ نے ہمیں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ جو ہم کو منظور کرنا پڑا۔ مناظرہ ۱۱ تا ۱۳ ر جولائی ہوتا رہا۔ ہماری طرف سے مولوی اللہ دتا صاحب فاضل جالندھری اور مولوی عبد الغفور صاحب تھے۔

پہلے دن وفات حضرت عیسےٰؑ پر مناظرہ ہوا۔ جو ۲½ گھنٹے ہونا تھا۔ لیکن غیر احمدی مناظر کے فرار کیوجہ سے پچیس منٹ کے اندر ختم ہو گیا۔ مختصر کیفیت اس مناظرہ کی یہ ہے۔ کہ غیر احمدی مولوی نے ماقتلوہ وما صلبوہ..... بل رفعہ اللہ الیہ کو پیش کیا۔ اور رفعہ اللہ میں ہٗ کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسےٰؑ کو قرار دیتے ہوئے کہا۔ کہ اس سے حضرت مسیح کا بجسد عنصری آسمان پر جانا ثابت ہوتا ہے فاضل جالندھری نے اپنی جوابی تقریر میں حضرت مسیحؑ کی وفات کے ثبوت میں متعدد آیات قرآنی و احادیث نبوی پیش کیں۔ اور بتلایا کہ اگرچہ ہٗ کی ضمیر حضرت مسیح کی طرف ہے۔ مگر اس سے رفع روحانی مراد ہے نہ کہ جسمانی۔ لیکن غیر احمدی مولوی نے اس پر اپنی دوسری تقریر میں یہ واویلا مچانا شروع کیا۔ کہ احمدی مولوی نے جب خود تسلیم کر لیا ہے۔ کہ رفعہ اللہ میں ہٗ کی ضمیر حضرت عیسےٰؑ کی طرف ہے۔ تو بس حیات حضرت عیسےٰؑ ثابت۔ یہ کہکر غیر احمدی مولوی نے اپنی کتابیں باندھنا اور گریز کرنا شروع کیا۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے تقریر شروع کی۔ تو مخالفین نے بے ہودہ حرکات شروع کر دیں۔

دوسرے دن کا مناظرہ "اسلام حضرت مرزا صاحبؑ" پر تھا۔ ہماری طرف سے مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی سلطان محمود تھے۔ مولوی عبد الغفور صاحب نے از روئے قرآن احادیث نیز حضور کی کتب اور عمل سے آپؑ کے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا۔ لیکن مخالف مولوی نے اپنا سارا وقت حضرت اقدس کے بعض الہامات اور پیشگوئیوں پہ استہزاء اور ٹھٹھا کرنے میں ضائع کیا۔ ہندو مسلمانوں میں سے سمجھدار لوگ تاڑ گئے۔ کہ حق کس کے ساتھ ہے۔

تیسرے روز ہماری طرف سے مولوی اللہ دتا صاحب فاضل اور غیر احمدیوں کی جانب سے مولوی غلام رسول صاحب المعروف "محدث" پیش ہوئے۔ مضمون مناظرہ ختم نبوتؐ تھا۔

مولوی غلام رسول صاحب نے ختم نبوت کے مضمون پر قرآن کریم سے صرف آیت خاتم النبیین اور دو تین احادیث اپنی تائید میں پیش کیں۔ فاضل جالندھری نے آیت خاتم النبیین کا اصلی اور صحیح مفہوم اور تشریح بیان کرکے کہا۔ کہ یہ آیت تو مقام مدح رسول کریمؐ میں ہے۔ اور بتلایا کہ از روئے اصول مناظرہ فریق ثانی آیت خاتم النبیین کو جو متنازعہ فیہ آیت ہے۔ بطور اثبات دعویٰ پیش نہیں کر سکتا۔ نیز ایک درجن آیات قرآنی اور چند اہم احادیث صحیحہ اور زمانہ سلف کے کئی بزرگ مسلمانوں کے اقوال اپنی تائید میں پیش کئے۔

غیر احمدی مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات سے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ کہ گویا حضرت اقدس کے نزدیک ہر قسم کی نبوت بند ہو چکی ہے۔ لیکن حضرت صاحب کی تصانیف سے اس بات کا تسلی بخش جواب دیا گیا۔ غیر احمدی اور غیر مسلم حاضرین بخوبی مدمقابل کی دلائل کی کمزوری کو محسوس کر رہے تھے۔

تیسرے روز بعد دوپہر صداقت حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کے موضوع پر مناظرہ مابین مولوی اللہ دتا صاحب فاضل اور مولوی سلطان محمود صاحب ہوا۔ پہلی تقریر مولوی اللہ دتا صاحب نے کی۔ قرآن مجید سے کئی معیار صداقت پیش کرکے حضرت مسیح موعودؑ کو ان معیاروں پر پورا اُترتا ہوا ثابت کیا۔ مخالف مولوی صاحب نے پیش کردہ باتوں میں سے ایک کو بھی نہ چھوا۔

تین دن کے مناظرہ نے جتوئی کی پبلک پر یہ بات بخوبی کھولدی کہ دلائل اور براہین کے لحاظ سے احمدیوں کا پلہ بہت بھاری ہے۔ ڈاکٹر عبد الحمید صاحب سب اسسٹنٹ سرجن بہت شکریہ کے مستحق ہیں کہ وہ باوجود ۴۴

۴۴ غیر احمدی ہونے کے محبت کیساتھ پیش آئے۔ جتوئی کے وٹرنری ڈاکٹر ایک عیسائی ہیں وہ بھی مناظروں میں حاضر ہوتے رہے۔ غیر احمدی مولویوں کی مخالفت اور جوش کو دیکھکر ایک بار ڈاکٹر صاحب کہہ اُٹھے۔ کہ سخت حیرانگی ہے کہ یہ لوگ احمدیوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ انکو احمدیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اگر احمدی نہ ہوتے۔ تو ہم (عیسائی) کبکے مسلمانوں کو عیسائی بنا چکتے۔ ۱۲ر جولائی کو احمدی احباب کے زیر انتظام زیر

ترقی کا راز

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے خرید فرمادیں۔ عمدگی اشیاء کے متعلق انگلستان نے جس چیز کے ذریعہ ترقی کرکے ۱/۴ حصہ دنیا پر قابض ہوئے وہ سپورٹس ہے۔ اس لئے احباب سپورٹس لینے کی کوشش کریں۔ اور ذیل کا سارٹیفکیٹ ملاحظہ فرماویں:-

والی بال کیس زرد رنگ ۱۲ پیسز اول درجہ فی عدد ۶
" " رنگین سرخ و سبز " درجہ اول دوم " ۵
" نیٹ عمدہ اول درجہ فینہ دو طرفی " ۵
" " " دوم " یکطرفہ " ۴
بلیڈر نمبر ۴ پرانے والی بال نمبر ۴ ڈسلی کیٹر بسیٹ رجسٹرڈ سوم " ۱۲
ہاکی سٹکس لیدر سیون اول درجہ بگدار بلیڈ عمدہ قسم ۵
" " " " دوم " دو درجہ بلیڈ ۴
" لیدر بونڈ " اول " بلیڈ عمدہ قسم ۳
" " " دوم " " کیس ۲
" بال سفید چمڑہ اول " ریکارڈ کراؤن ۲
" " " دوم " ۱
" " " سوم " پاپولر ۱
کمپوبال کاک کریسنٹ ۱

(نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ)

سارٹیفکیٹ:- لیہ لداخ - کشمیر ۲۰ر اپریل ۳۰ء - مکرم بندہ سلامت - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ سے ماہ اکتوبر ۲۹ء میں پولو وٹینس کا سامان اپنے اور بعض احباب کے استعمال کیواسطے منگوایا تھا۔ اچھی حالت میں پہونچ گیا تھا مگر برف باری کی وجہ سے اس وقت تک استعمال نہ کرسکے - اب چند روز سے استعمال کرنا شروع کیا ہے - سب سامان بہت عمدہ اور حسب منشاء ہے - اور سب احباب نے پسند کیا ہے۔ خاکسار

خان بہادر غلام محمد احمدی سپیشل چرس آفیسر لیہ لداخ

سوراجیہ مل گیا

تو بھی اس وقت تک فائدہ نہیں ہوسکتا - جب تک ملک کا بچہ بچہ اصول تجارت سے واقف ہوکر اپنے پاؤں پر آپ کھڑا نہ ہوسکے - اس لئے ضرورت ہے کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ کرو - آپکا یہ مقصد ٹریڈرس ہوم لمیٹڈ کا ایک حصہ مالیتی یکصد روپیہ خرچ کرنیسے پورا ہوگا - جو ۱۰ سال میں قابل ادائگی ہے - قواعد آسان منافعہ معقول - مفت طلب کرو - اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے - تو ہم رکھنے ٹکٹ روانہ کرکے قواعد طلب کرو نقد ضمانت ضروری نہیں ہے (ٹریڈرس ہوم لمیٹڈ بمبئی نمبر ۹)

ہندوستان میں سب سے نفیس آم
"سفیدہ"

ایسا نفیس آم ہے - کہ جس کی خوشبو دار شیرینی سے دل کو فرحت ہوتی ہے - اول درجہ کا بڑا دانہ ۲ ۱۳ کی قیمت محصول سمیت ۱۲ نقد - قلموں کی فہرست مفت ۔

نذیر برادرس ملیح آباد ضلع لکھنؤ

رشتہ مطلوب ہے

ایک مخلص احمدی دوست - قوم ارائیں ساکن ضلع گوجرانوالہ جن کی عمر اس وقت ۵۰ سال کے قریب ہے - اور سالانہ آمد سات آٹھ سو روپیہ رکھتے ہیں - اپنی بیوی کی رضامندی سے اولاد کی غرض سے دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں (پہلی بیوی سے رجو بظاہر حالات اب اولاد کے قابل نہیں ہے) صرف ایک لڑکی زندہ ہے - خواہشمند احباب مولوی حکیم محمد الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ (ضلع و شہر) گوجرانوالہ سے خط و کتابت کریں ۔

آم کھائیے!

فصل شروع ہوگئی - فرمایشات معہ پیشگی جلد ارسال کریں - ثمر ہائے انبہ - زعفرانی - ببی - سفیدہ - لنگڑا - اکبر پسند - کرشن بھوگ وغیرہ چیدہ اور بڑے دانے فیصدی سات (۷) روپیہ - فی پچاس (۴) محصول ریلوے پیکنگ وغیرہ علاوہ -

نوٹ :- آموں کے دس روز تک تر و تازہ اور راستہ میں چوری سے محفوظ رہنے کی گارنٹی ہے - اطلاع :- اگر باغات کے لئے ملیدہ اور سندی قلموں کی ضرورت ہو - تو ارکا ٹکٹ بھیجکر فہرست مفت طلب کریں

سپرنٹنڈنٹ نواب گارڈن نمبرہ ۴ دربھنگہ ۔

دماغی کام کرنے والوں کو مژدہ

اپنی دماغی تروتازگی کو برقرار رکھو - اور بڑھاؤ - یہ بادام کی ٹانکوں سے حاصل نہیں ہوتی - بلکہ بمصداق العقل السلیم فی الجسم السلیم صحت جسمانی کے قیام اور طاقت جسمانی کے ازدیاد سے حاصل ہوتی ہے - اسکے بغیر تم کوئی دینی کام بھی انجام نہیں دیسکتے - اسکے لئے رسالہ ورزش جسمانی ملاحظہ فرماتے رہئے جو ہر عمر و جسمانی حالت کے لحاظ سے آسان موزوں سائنٹیفک ورزشیں بتاتا ہے - منجملہ اس کے رسالہ اور نہایت مفید علمی معلومات سے مملو ہے - سالانہ چندہ صرف تین روپے - فقط

مینجر رسالہ ورزش جسمانی نارائن گوڑہ حیدر آباد - دکن ۔

ثریا کے متعلق

ملک کے مشہور نقاد و انشاء پرداز سید عابد علی صاحب بی - اے - ایل ایل بی فرماتے ہیں ثوریا - ایک دلفریب معاشرتی افسانہ ہندوستان کی مشہور رنگین نگار مصنف نذر سجاد حیدر کی تصنیف لطیف ہے - اہل ذوق نذر سجاد حیدر کی تحریک لطافت اور دلکشی سے واقف ہیں - ان کے انداز کلام کی دلربائی ادبی دنیا سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہے - یوں تو ان کی ہر تصنیف اس پختہ کار ذوق کی آئینہ دار ہے - جو ان کو فطرت کی طرف سے عطا ہوا ہے - لیکن حقیقت یہ ہے کہ ثریا میں بعض خوبیاں ایسی جمع ہوگئی ہیں جس کی وجہ سے یہ کتاب ایک بدیع المثال کارنامہ بن گئی ہے - اگر آپ جذبات کی تحلیل نفسی معاشرت کے مختلف پہلوؤں کے فلسفیانہ حل - انداز تحریر کی دلکشی کو پسند کرتے ہیں - تو ثریا پڑھئے - جو ۱۹۲۹ء کی بہترین تصنیف ہے - ثریا دوسرے اصلاحی افسانوں کی طرح بے کیف دلنشگ پند و نصایح کا مجموعہ نہیں ہے - بلکہ فن افسانہ نگاری کا بہترین نمونہ ہے - مصنفہ نے اپنی تخلیقی قوتوں سے کام لیکر ایسے ایسے افراد تخلیق کئے ہیں - جو نہ صرف جیتے جاگتے محسوس ہوتے ہیں - بلکہ زندہ انسانوں سے بھی زیادہ دلکش اور اثر انگیز ہیں - ثریا کی قیمت ۱۲ ہے جو دفتر اخبار دور جدید میکلوڈ روڈ لاہور سے مل سکتی ہے

ضرورت ہے

ایسے امیدواروں کی جو گورنمنٹ ریلوے و محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں - مفصل حالات ۲ کے ٹکٹ بھیج کر معلوم کریں ۔

امپیریل ٹیلیگراف کالج نئی سڑک دہلی

جماعت احمدیہ ڈھلوان کا چندہ

جناب غلام جیلانی صاحب سکرٹری ڈھلواں تحریر فرماتے ہیں۔ پہلے جماعت ڈھلواں کا بجٹ ۱۵۰ روپے مقرر ہوا تھا۔ لیکن بعدازاں میں نے خود ۴۴۲ روپے کا مرتب کر کے بھیجا۔ اب یکم مئی ۱۹۳۰ء سے لے کر اب تک ۱۰۱ روپے ۱۰ آنے بھیج چکا ہوں۔ مبلغ ۱۴ کا منی آرڈر آج کر رہا ہوں۔ خدا کے فضل سے پہلی سہ ماہی کا چندہ مقررہ بجٹ کے چہارم حصہ سے کافی زیادہ ہے۔ لہٰذا امیدوار ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت مبارک میں جماعت ہذا کے لئے دعا کی درخواست کریں۔ خان صاحب عبدالمجید خانصاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جو خود بخود بغیر مانگنے کے شرح کے مطابق چندہ ادا فرماتے اور بحیثیت پریذیڈنٹ دوسروں سے بھی وصولی کا خیال رکھتے ہیں۔ اشاعت اسلام میں ۱۸ روپے علاوہ بجٹ کے عنایت فرماتے ہیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

ایک ہیڈ ماسٹر اور ایک سیکنڈ ماسٹر کی ضرورت

ایک بیرونی ملک میں ایک ہیڈ ماسٹر اور ایک سیکنڈ ماسٹر کی فوری ضرورت ہے۔ ہیڈ ماسٹر کی اسامی صرف گریجوئیٹ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی یا ٹرینڈ بی اے کیلئے تنخواہ از ۲۵۰ تا ۵۵۰۔ سیکنڈ ماسٹر گریجوئیٹ بی۔ اے۔ تنخواہ ۱۲۵ تا ۲۰۰۔ خواہشمند احباب دفتر ہذا میں تشریف لا کر بموجب ہدایات درخواست تحریر فرمائیں۔ امیر جماعت سے تصدیق چال چلن ضروری ہے۔ (ناظر امور عامہ۔ قادیان)

ضرورت موٹر ڈرائیور

ایک سرکاری افسر کے لئے موٹر ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ماہوار مبلغ ۔/۳۰ روپیہ معہ کھانا دی جائیگی۔ تمام درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹ و تصدیق چال چلن دفتر ناظر امور عامہ قادیان میں آنی چاہئیں۔

ضرورت

الیکٹریشن۔ آرمیچر۔ وائنڈر۔ لوہار۔ ٹلر۔ تھرمو۔ میکنگ فٹر کی ضرورت ہے۔ درخواستیں ناظر صاحب امور عامہ کے نام آنی چاہئیں۔ (ناظر امور عامہ۔ قادیان)

ہندوستان کی خبریں

ملتان ۲۰ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ملتان جیل سے تین سو اخلاقی قیدیوں کو جن کی میعاد قید ابھی ختم نہیں ہوئی۔ چند دن کے بعد رہا کر دیا جائے گا۔ تا کہ پولیٹکل قیدیوں کے لئے جیل خالی کیا جائے۔

شملہ ۲۰ر جولائی۔ پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں ۲۴ر جولائی کو سرکاری بنچوں کی طرف سے ۱۲ لاکھ روپے کے سات ضمنی مطالبات پیش کئے جائیں گے۔ ان مطالبات میں دس لاکھ روپیہ کا ایک مطالبہ پولیس کے لئے ہے۔

لاہور ۲۰ر جولائی۔ آج صبح ۱۱ بجے سید مٹھا بازار میں زبردست دھماکا ہوا۔ ایک اجنبی سکھ نوجوان آیا۔ اور ایک دوکاندار کو لسی بنانے کو کہا۔ نوجوان کے ہاتھ میں ٹین کا ایک سوٹ کیس تھا۔ جو اس نے زمین پر رکھ دیا۔ نوجوان ابھی لسی پی رہا تھا۔ کہ سوٹ کیس سے روشنی سی نکلی اور یکایک ایک زبردست دھماکا ہوا۔ نوجوان ساتھ کی گلی کی طرف بھاگ گیا۔ اور سوٹ کیس اس دکان پر ہی چھوڑ گیا۔ کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔ پولیس موقع پر پہونچ گئی۔ سوٹ کیس سے چند بیٹریاں اور بم بنانے کا مصالح برآمد ہوا۔ جو جل کر خاک سیاہ ہو گیا تھا۔ نوجوان لاپتہ ہے۔

پشاور ۱۹ر جولائی۔ باخبر سیاسی حلقوں میں چند روز سے یہ افواہ گرم ہے۔ کہ عنقریب صوبہ سرحد کے تمام سیاسی قیدی رہا ہونے والے ہیں۔ کیونکہ چیف کمشنر صوبہ سرحد کی تمام میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں طریق انتخاب کو رائج کرنے سے پیشتر پر امن فضا پیدا کرنے کے آرزومند ہیں۔

شملہ ۱۹ر جولائی۔ وائسرائے ہند اور ہندوستان کے مختلف صوبجات کے گورنروں کی ایک کانفرنس شملہ میں سائمن کمیشن کی سفارشات پر غور کرنے کے لئے سوموار سے شروع ہوگی۔ جملہ گورنر صاحبان اپنے اپنے صوبہ کا نکتہ خیال کانفرنس میں پیش کریں گے۔

ڈیرہ دون ۲۰ر جولائی۔ آج صبح پولیس انسپکٹر کانگریس کے دفتر کی تلاشی لی۔ اور والنٹیروں کی وردی جھنڈے اور کچھ کاغذات اٹھا کر لے گئی۔ کیونکہ یہاں کی والنٹیر کور خلاف قانون قرار دے دی گئی ہے۔

کوٹلہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں دریائے جہلم کے کنارے پر ایک قصبہ ہے۔ جس میں ڈیڑھ سو گھر ہندوؤں کے اور گیارہ سو مسلمانوں کے تھے۔ دریائے جہلم کے پانی کے چڑھ آنے کی وجہ سے گاؤں میں پانی آگیا ہے۔ لوگوں کے مکان گر رہے ہیں۔ ایک مسجد اور گوردوارہ دریا کی نذر ہو چکے ہیں۔ لوگ ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں۔ ۲۳ کوئیں اس قصبہ میں آبپاشی کے لئے تھے۔ جن میں سے صرف چار باقی رہ گئے ہیں۔ باغات اور شیشم کے جھنڈ سب دریا کی بھینٹ ہو چکے ہیں۔ ابھی خطرہ دور نہیں ہوا۔

لاہور ۲۰ر جولائی۔ بڑے ڈاکخانہ کے خطوط رساں منشی ولایت علی کو جو آل انڈیا پوسٹ مین یونین کے صدر تھے۔ بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ آج جمعہ کی صبح کو ۸ بجے اور منی آرڈر لے کر ڈاکخانہ سے نکلے۔ اور ہائیکورٹ اور مزنگ میں حسب معمول تقسیم کرنے لگے۔ شام کو آپ ڈاکخانہ میں واپس نہ آئے۔ ریلوے پولیس کو نالہ سوئے سے اس مضمون کا برقی پیغام موصول ہوا۔ کہ ایک ٹرنک میں سے انسانی نعش برآمد ہوئی ہے۔ جس کی ایک ٹانگ اور سر ندارد ہیں۔ ٹرنک لاہور منگوایا گیا۔ تو معلوم ہوا۔ نعش منشی ولایت علی کی ہے۔

شملہ ۲۰ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گذشتہ چند دنوں میں جن سرکردہ ہندوستانیوں نے وائسرائے سے ملاقات کی۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا۔ کہ تحریک ستیہ گرہ میں جو خواتین قید ہوئی ہیں۔ انہیں غیر مشروط طور پر رہا کر دیا جائے۔

پشاور ۱۹ر جولائی۔ سپیشل مجسٹریٹ نے عبدالرحمٰن میانی اور علاؤالدین شاہ کو سیشن سپرد کر دیا ہے۔ ان پر فسادات پشاور کے سلسلہ میں ڈاک کے انگریز ہرکارے کو قتل کرنے کا مقدمہ چلایا گیا ہے۔

ملتان ۱۹ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر بی کے۔ دت کو کالے پانی نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ آپ ابھی ملتان سنٹرل جیل میں ہیں۔

مدراس ۱۹ر جولائی۔ مدورا کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ کل سات اشخاص کو جو شراب کی دوکان پر پکٹنگ لگا رہے تھے۔ گرفتار کر لیا گیا۔ لوگوں کا ہجوم جمع ہو گیا۔ پولیس نے لاٹھی چلائی۔ اور پھر آگ برسائی۔ ایک لڑکا اور ایک آدمی زخموں کی وجہ سے مر گئے۔ پولیس نے تین مرتبہ گولی چلائی۔ کیونکہ ہجوم مشتعل ہو کر پولیس پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔

الہ آباد ۲۰ر جولائی۔ مسلم کانفرنس نے آج ایک

قرارداد میں ان قراردادوں کی تصدیق کی۔ جو ۵ جولائی کو مسلم کانفرنس کے اجلاس شملہ میں منظور ہوئی تھیں۔ اور مسلمانوں کو تلقین کی۔ کہ وہ سول نافرمانی کی تحریک سے الگ تھلگ رہیں۔

——— سلہٹ۔ ۱۹ جولائی۔ سب ڈویژنل آفیسر اور صدر سول نافرمانی کمیٹی کے درمیان سمجھوتہ ہو جانے کے باعث ۱۰ جولائی سے سول نافرمانی کمیٹی نے دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی ملتوی کر رکھی ہے۔ اور سب ڈویژنل آفیسر نے وعدہ کیا ہے۔ کہ خلاف ورزی روک دینے سے پانچ دن کے اندر اندر تمام ستیہ آگرہی جو دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنیکے جرم میں زیر حراست ہیں۔ آزاد کر دیئے جائینگے۔ اور ستیہ گرہیوں سے چھینے ہوئے قومی جھنڈے اور گاندھی ٹوپیاں واپس کر دی جائینگی۔

——— پشاور۔ ۱۸ جولائی۔ بنوں میں اب دیہاتیوں کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔

——— دورابا۔ ۱۸ جولائی۔ قانون جنگلات کے خلاف سول نافرمانی ختم کر دی گئی۔

——— بھارت ماتا کی پکار نامی غزلوں کی کتاب جو پنڈت ترنیدر دت پراشر کی تصنیف ہے۔ ضبط کر لی گئی ہے۔ یہ کتاب گوردھن پریس کنکھل (ہردوار) سے شایع ہوئی تھی۔

——— ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب بیکانیر نے ہندوستان کی سیاسی حالت کے متعلق اہل ملک کے نام ایک اپیل شایع کی ہے۔ جس میں ان کو اس نازک ترین وقت میں باہمی اعتماد اور تعاون کا مشورہ دیا گیا ہے۔

——— کلکتہ۔ ۱۸ جولائی۔ بوگرا جیل میں سے سات ڈاکو دس فٹ اونچی دیوار پھاند کر بھاگ گئے۔ مجرموں اور وارڈروں میں زبردست لڑائی ہوئی۔ لیکن وارڈر ان کو روک نہ سکے۔ قیدیوں نے پہلے ایک وارڈر پر حملہ کیا۔ آہنی سلاخ سے اسے پیٹا۔ اور سیٹی چھین لی۔ باغی قیدیوں کی تعداد سو ڈیڑھ سو تک ہو گئی۔ اس اثنا میں زخمی وارڈر جیل کے بڑے دروازے تک پہونچ گیا۔ وہاں وہ دوسرے وارڈروں سے جا ملا۔ وارڈروں نے قیدیوں کے ہجوم پر گولی چلانی شروع کر دی۔ اور ایک قیدی وہیں ڈھیر ہو گیا۔ ایک ڈاکہ کے تیس ملزموں نے اپنے ساتھی وعدہ معاف ملزم کی کوٹھری توڑ دینے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔

——— بمبئی۔ ۱۹ جولائی۔ آج مسٹر کرتار سنگھ اور دوہرا کی زیر سرکردگی جنوبی افریقہ کے ۱۱ والنٹیروں کا جتھہ بمبئی پہنچا۔ جتھہ میں ۴ سکھ ۵ ہندو۔ اور ایک مسلمان ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو کانگریس ہاؤس میں پیش کیا۔ اور بھرتی ہو گئے۔

——— لاہور۔ ۲۰ جولائی۔ روزانہ اخبار نوجوان بھارت سے پولیس آرڈی نینس کے ماتحت ۲½ ہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔

——— لاہور۔ ۲۱ جولائی۔ آج رات دو بجے کے بعد پولیس نے دفعہ ۱۷ الف قانون ترمیم ضابطہ فوجداری شہر کے مختلف حصوں میں سٹی کانگریس کمیٹی مختلف وارڈوں کی کانگریس کمیٹیوں۔ ہندوستانی سیوادل آریہ سوراجیہ سبھا اور جمعیۃ شبان کے دفاتر اور متعدد کانگریسی کارکنوں کے مکانات کی تلاشیاں لیں۔ اور بعض اشخاص کو گرفتار کیا۔ پولیس کے پاس تلاشیوں کے ۳۳ وارنٹ ہیں۔ بارہ بجے دوپہر تک ۲۰ کے قریب تلاشیاں ہو چکی ہیں۔ شہر میں ہر جانب پولیس ہی پولیس نظر آتی ہے۔

——— ناگپور۔ ۲۱ جولائی۔ جبل پور میں ہجوم نے پولیس پر حملہ کر دیا۔ پولیس نے گولی چلائی۔ پولیس کے بارہ اشخاص زخمی ہوئے۔ جن میں سے دو کی حالت نازک ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق ساٹھ بلوائی زخمی ہوئے ہیں۔ واقعات یہ تھے۔ کہ کانگریسی رضاکار آبکاری کے دفتر کے سامنے پکٹنگ کر رہے تھے۔ اور وہ دروازوں کے سامنے لیٹ گئے تھے تاکہ ٹھیکیدار شراب نہ لے جاسکیں۔

——— امرتسر۔ ۲۱ جولائی۔ آج ایک اطلاع کی بناء پر پولیس نے چوک کروڑی میں دھرسالہ بھائی جواہر سنگھ کی تلاشی لی۔ جہاں سے تین بم برآمد ہوئے۔ جو ایک بند کپڑے کے اندر چھپائے ہوئے تھے۔ کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

——— شملہ۔ ۲۱ جولائی۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اسمبلی کونسل آف سٹیٹ اور پنجاب کونسل کا انتخاب عام ستمبر میں ہوگا۔

——— امرتسر۔ ۲۰ جولائی۔ دو لیڈی والنٹیروں نے ایک مسلمان کو بدیشی کپڑوں کے ٹکڑے بیچتے ہوئے پکڑا۔ پارچہ فروش نے جلیانوالہ باغ میں جانے سے انکار کیا۔ اس کے کپڑوں کا بنڈل ایک دوکاندار کے پاس رکھ دیا گیا۔ اس نے پولیس کے پاس شکایت کی۔ پولیس نے اس کی رپورٹ درج کر لی۔ اور یہ کہتے ہوئے کہ یہ کوئی قابل گرفت جرم نہیں۔ کوئی کارروائی نہ کی۔

——— پونہ۔ ۲۰ جولائی۔ ہوم ممبر نے رپورٹر کو ایک بیان کے دوران میں جو مہاتما گاندھی کے ساتھ مسٹر جیکار اور سر سپرو کی ملاقات کے متعلق ہے۔ بتایا کہ چونکہ گورنر آج کل شملہ میں ہیں۔ اس لئے انہیں بتایا گیا ہے۔ کہ وہ ملاقات کے انتظام کرنے کیلئے مجھ سے گفت و شنید کریں۔ مگر اب تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

ممالک غیر کی خبریں

——— سکندریہ۔ ۱۹ جولائی۔ مسٹر ریبز نے میکڈانلڈ کی چٹھی کا جواب دیتے ہوئے مصر کے وزیر اعظم صدقی پاشا نے لکھا ہے۔ کہ برطانیہ مصر کے اندرونی معاملات میں دخل دینے میں حق بجانب نہیں ہے۔ غیر ملکیوں کی جان و مال خطرے میں پڑ گیا تھا۔ لیکن اب امن و امان ہے۔ برطانوی جہازوں کی مصر کے سمندروں میں کوئی ضرورت نہیں۔

——— ایڈی لیڈے۔ ۱۹ جولائی۔ طویل میعاد کے چار قیدیوں اور پولیس کے درمیان زبردست جنگ ہوئی۔ جن میں دو قیدی مارے گئے۔ اور ایک لاری ڈرائیور اور دو سپاہی زخمی ہوئے۔ قیدی جیل خانہ سے بھاگ نکلے تھے۔ اور پولیس ان کا تعاقب کر رہی تھی۔ قیدیوں نے موٹر کار میں سوار ہو کر نہر کی راہ لی۔ اور پستولوں سے فائر کرتے ہوئے نکل گئے۔ پولیس نے جو بندوقوں سے مسلح تھی۔ انہیں جالیا۔

——— قاہرہ۔ ۱۷ جولائی۔ سکندریہ کی وفد کمیٹی کے چار ارکان گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ نحاس پاشا کی گرفتاری کی بھی افواہ ہے۔

——— رگبی۔ ۱۹ جولائی۔ آج برلن سے ہلکے ہوائی طیاروں نے یورپ کے گرداگرد ہوائی پرواز کا آغاز کر دیا ہے۔ اس مقابلہ میں تقریباً ۸۰ طیارے شامل ہیں۔ کئی ایک کی چلانے والی عورتیں ہیں۔ تمام چکر ۵۷۰۰ میل کا ہے۔ طیارے بحیرہ روم اور بحیرہ ظلمات کے ساحل کے ساتھ ساتھ ملکوں کی سرحد کے آرپار ہوا بازی کریں گے۔

——— لنڈن۔ ۱۹ جولائی۔ بحر ظلمات میں نارتھ جرمن لائڈ کمپنی کے ایک جہاز کو آگ لگ گئی۔ یہ خبر لندن میں لاسلکی کے ذریعہ سے پہنچی۔ ایک انگریزی جہاز موقعہ پر پہنچ گیا اور تمام ملاح اور مسافر بچا لئے گئے۔

——— نیویارک۔ ۱۹ جولائی۔ دو مرچ میوزم کے پروفیسر نکلوسن کو اس وجہ سے ہندوستان میں جانے کے لئے پاسپورٹ نہ دیا گیا۔ کہ اس میوزم کا الحاق روس کی ایک انسٹی ٹیوشن کے ساتھ ہے۔ مسٹر نکلوسن ایک مشہور سائنس دان ہیں۔ اور انہوں نے کبھی سیاسیات میں حصہ نہیں لیا۔

——— ٹوکیو۔ ۱۹ جولائی۔ کل باد و باراں کا ایک ہولناک طوفان آیا۔ آندھی کی رفتار ایک سو بارہ میل فی ساعت تھی۔ کم از کم سو اشخاص سمندر میں ڈوب گئے۔ آٹھ چھوٹے دخانی جہاز اور تراسی موٹر کشتیاں تباہ ہو گئی ہیں۔ غالباً سو اور اشخاص ساحل پر ہلاک ہو گئے ہیں۔ ۱۶۰۰ مکانات مسمار ہو گئے [illegible]